SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Wednesday, January 18, 1989

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad at ten of the clock in the morning, with Mr. Chairman (Mr. Wasim Sajjad) in the Chair.

(RECITATION FROM THE HOLY QUR'AN)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۱۔ قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ
وَاللّٰهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ○ قُلْ أَطِيعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُولَ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّ اللّٰهَ
لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِينَ ○

۲۔ قُلْ يٰٓأَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللّٰهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا الَّذِي لَهُ مُلْكُ
السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ يُحْيِي وَيُمِيتُ فَآمِنُوا بِاللّٰهِ
وَرَسُولِهِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ الَّذِي يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهِ وَاتَّبِعُوهُ لَعَلَّكُمْ
تَهْتَدُونَ ○

۱ - ترجمہ : (اے پیغمبر لوگوں سے کہہ دو کہ اگر تم خدا کو دوست رکھتے
ہو تو میری پیروی کرو خدا بھی تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے
گناہ معاف کر دے گا اور خدا بخشنے والا مہربان ہے ○ کہہ دو کہ
خدا اور اس کے رسولؐ کا حکم مانو۔ اگر نہ مانیں تو خدا بھی کافروں کو

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Wednesday, January 18, 1989

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad at ten of the clock in the morning, with Mr. Chairman (Mr. Wasim Sajjad) in the Chair.

(RECITATION FROM THE HOLY QUR'AN)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۱۔ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ
وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ٥ قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ
لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ٥

۲۔ قُلْ يٰاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا الَّذِیْ لَهٗ مُلْكُ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْیٖ وَيُمِيْتُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ
وَرَسُوْلِهِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ الَّذِیْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ
تَهْتَدُوْنَ ٥

۱۔ ترجمہ : (اے پیغمبر لوگوں سے کہہ دو کہ اگر تم خدا کو دوست رکھتے
ہو تو میری پیروی کرو خدا بھی تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے
گناہ معاف کر دے گا اور خدا بخشنے والا مہربان ہے ٥ کہہ دو کہ
خدا اور اس کے رسولؐ کا حکم مانو۔ اگر نہ مانیں تو خدا بھی کافروں کو

دوست نہیں رکھتا ۵

سورۃ آل عمران آیت ۳۱ تا ۳۲

۲- (اے محمد) کہہ دو کہ لوگو میں تم سب کی طرف خدا کا بھیجا ہوا ہوں
(یعنی اُس کا رسول ہوں) (وہ) جو آسمانوں اور زمین کا بادشاہ ہے.
اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہی زندگانی بخشتا ہے اور وہی موت
دیتا ہے. تو خدا پر اور اس کے رسول پیغمبر اُمی پر جو خدا پر اور اس
کے تمام کلام پر ایمان رکھتے ہیں ایمان لاؤ اور اُن کی پیروی کرو تاکہ
ہدایت پاؤ ۵

(سورۃ الاعراف آیت ۱۵۸)

MOTION FOR SUSPENSION OF RULE 38

Mr. Chairman: Mr. Sartaj Aziz on a point of order.

Mr. Sartaj Aziz: Mr. Chairman under Rule 38 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate 1988 the first hour after the recitation from the Holy Quran is devoted to Question Hour. Since this is an unscheduled meeting, not previously anticipated, this requirement has to be met and I beg to move :

> "That under Rule 236 of the Rules of Business the requirement of Rule 38 of the said rule be suspended as regards the Question Hour of today."

Mr. Chairman: The motion moved is :

> "That under Rule 236 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate 1988 the requirement of Rule 38 of the said Rule be suspended as regards to the Question Hour of today".

(The motion was carried)

LEAVE OF ABSENCE

جناب چیئرمین: پروفیسر خورشید احمد صاحب اپنے بہنوئی کے اپریشن کے سلسلے میں لندن تشریف لے جا رہے ہیں اس لئے انہوں نے ایوان سے ۸ تا ۲۵ جنوری رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: مولانا سمیع الحق صاحب کسی ضروری کام کی بنا پر اجلاس میں مورخہ ۱۷ جنوری کو شرکت نہیں کر سکے۔ لہٰذا انہوں نے اس تاریخ کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے کیا آپ ان کی یہ درخواست منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

PRIVILEGE MOTIONS

جناب چیئرمین: اب ہم تحاریک استحقاق کی طرف آتے ہیں، اس میں یہ جو تحریک استحقاق نمبر ۱۸ ہے یہ پروفیسر خورشید احمد صاحب کی جانب سے ہے اور تحریک استحقاق نمبر ۱۹، قاضی عبداللطیف صاحب کی جانب سے ہے ہمیں جناب جاوید جبار صاحب کی جانب سے ایک درخواست موصول ہوئی ہے کہ یہ دونوں جو تحاریک استحقاق ہیں ان کو کسی اور دن کے لئے موخر کر دیا جائے کیونکہ وہ کسی ذاتی مجبوری کی وجہ سے ایوان میں حاضر نہیں ہو سکتے، قاضی صاحب اگر آپ کو منظور ہو تو اس کو کل یا جب بھی وہ آئیں اس دن لے لیا جائے۔

قاضی عبداللطیف: ٹھیک ہے جناب والا!

جناب چیئرمین: شکریہ! تحریک استحقاق نمبر ۲۰ بھی پروفیسر خورشید احمد صاحب کی جانب سے ہے وہ ایوان میں موجود نہیں ہیں لہٰذا اس کو بھی موخر کیا جاتا ہے، ۲۱ نمبر طارق چوہدری صاحب کی جانب سے ہے وہ موجود نہیں ہیں اور ان کی جانب سے کوئی درخواست بھی نہیں ہے تو اس کو ڈراپ کیا جاتا ہے۔

[Mr. Chairman]

ADJOURNMENT MOTIONS

جناب چیئرمین: اب ہم تحاریک التوا کی طرف آتے ہیں۔ تحریک التوا نمبر ۲۰ اسحاق بلوچ صاحب کی جانب سے ہے اور وہ موجود نہیں ہیں so it stands dropped. نمبر ۱۹ جناب محسن صدیقی صاحب کی جانب سے ہے وہ بھی موجود نہیں ہے so it stands dropped. پھر ہے جناب مولانا سمیع الحق صاحب کی جانب سے یہ لوڈ شیڈنگ کے بارے میں ہے، مولانا سمیع الحق صاحب۔

RE: LOAD-SHEDDING OF ELECTRICITY IN VILLAGES

مولانا سمیع الحق: جناب چیئرمین صاحب! میں تحریک پیش کرتا ہوں اجلاس کی کارروائی ملتوی کر کے حسب ذیل معاملہ کو زیر غور لایا جائے۔ ملک بھر میں بجلی کی لوڈ شیڈنگ اور اکثر دیہاتی علاقوں میں ایک ایک دن اور ایک ایک رات میں چار چار مرتبہ لوڈ شیڈنگ نے پورے ملک کے باشندوں کو انتہائی تکالیف سے دوچار کر دیا ہے اس لئے اس قومی اور فوری نوعیت کے معاملے کو زیر غور لایا جائے۔

Mr. Chairman: Is it being opposed?

Syed Iftikhar Hussain Gilani: Opposed. Sir, may I make a submission?

Mr. Chairman: Yes. My own advice would be that this is a matter which is agitating the minds of the people and it is a matter which is coming up again and again. So, it might be appropriate to admit this motion and to have a discussion on this question.

Syed Iftikhar Hussain Gilani: We were prepared Mr. Chairman, on adjournment motion No. 19. Mr. Chairman, I have just been informed that the department concerned received this motion this morning.

Mr. Chairman: No what I am saying is that instead of having a discussion now which *prima facie* is a matter of importance, everybody is agitated. So, I hold this to be in order and we will fix a time for discussion on this motion.

Syed Iftikhar Hussain Gilani: No objection.

Mr. Chairman: Dr. Noor Jehan Panezai is on a point of order.

ڈاکٹر نور جہاں پانیزئی: میں نے بھی ایک تحریک التوا پیش کی تھی جو کہ ڈاکٹر رشید چوہدری صاحب کے متعلق تھی میں ایوان سے درخواست کروں گی کہ اسے آؤٹ آف ٹرن لا کر بحث کے لئے منظور کریں۔

Mr. Chairman: Then what I will do is, I will suspend my admission order for the time being so that I can consider your (Dr. Noor Jehan Panezai's) matter.

because I can't take it out of turn myself.

I would like to know the sense of the House.

اگر ایوان کی منظوری ہو تو میں اس کو take-up کر لیتا ہوں۔

مولانا سمیع الحق: جناب چیئرمین صاحب اس کا کیا ہوا ہے۔

جناب چیئرمین: آپ کی موشن میں نے ایڈمٹ کر لی ہے لیکن ابھی میں فی الحال اسکو order کر رہا ہوں لیکن اصولی طور پر ایڈمٹ کر چکا ہوں اس پر بحث ہوگی۔

(مداخلت)

جناب شاد محمد خان: میں اس بات پر زور دیتا ہوں کہ indiscriminately ہسپتالوں کو بھی بجلی سے محروم کیا گیا ہے ایبٹ آباد میں ہسپتال تک کو بجلی نہیں ملتی لوگ لوڈ شیڈنگ کا شکار ہو رہے ہیں لوگ خراب، برباد ہو رہے ہیں لہٰذا بجائے اس کے کہ اس کو delay کیا جائے،

straightaway it should be taken and discussed today.

نہ کہ اس کو prolong کریں اس بجلی کی لوڈ شیڈنگ کی تحریک کو فوراً لے لیا جائے حکومت اتنا تو کر دے کہ ہسپتالوں کو تو بجلی کی لوڈ شیڈنگ سے مستثنیٰ کر دے

جناب چیئرمین: پرولانگ نہیں کریں گے، اس میں یہ ہے کہ آج آپ کی بحث پولیٹیکل سچوئیشن پر جاری ہے اس کو بہت جلد جس وقت بھی موقع ملا اور سیاسی صورتحال پر ڈسکشن ختم ہوئی

[Mr. Chairman]

اس کو میں زیر بحث لے آؤں گا۔

مولانا سمیع الحق: جناب وہ ڈسکشن تو مستقل آئٹم ہے جو سیاسی صورتحال پر ہے تحریک التوا کے ساتھ تو اس کا تعلق نہیں ہے تحریک التوا کا اپنا ایک وقفہ ہوتا ہے اس میں آپ آج ہی لے لیں۔

جناب چیئرمین: مولانا صاحب جو متعلقہ وزیر صاحب ہیں مجھے ان سے صلاح مشورہ کرکے یہ موشن لینی ہے تاکہ ان کے پاس پورا مواد موجود ہو وہ اس بحث کا جواب دے سکیں تو اس لئے کچھ وقت چاہیئے۔

مولانا سمیع الحق: متعلقہ وزیر کو تو پتہ چل گیا ہوگا۔

جناب چیئرمین: میں سمجھتا ہوں کہ مناسب یہ ہوگا کہ اس کو آج زیر بحث نہ لایا جائے آپ کی موشن ایڈمٹ ہو چکی اس پہ پہلے ہی ایک بحث ہو رہی ہے اور اس میں آدھی تقریر قاضی حسین احمد صاحب کی ہو چکی ہے آپ نے جس مقصد کے لئے سیشن کو بلایا تھا وہ مسئلہ ضروری ہے، ڈاکٹر صاحب مناسب یہ ہوگا کہ اس کو آپ کل لے آئیں میرے خیال میں اگر ایوان کو کوئی اعتراض نہ ہو تو اس کو بعد میں لے لیں گے اگر کسی کو اعتراض ہے تو بتائیں، کسی کو اعتراض نہیں تو آپ کی تحریک کل باضابطہ طور پہ لے آئیں گے۔ اب میں قاضی حسین احمد صاحب کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ ملک کی سیاسی صورت حال پر تقریر فرمائیں۔

FURTHER DISCUSSION ON—THE POLITICAL SITUATION IN THE COUNTRY.

قاضی حسین احمد: بسم اللہ الرحمان الرحیم، شکریہ جناب چیئرمین! میں کل سیاسی صورتحال پر جو تقریر کر رہا تھا صرف ترتیب کو سامنے لانے کے لئے میں کچھ points کا اعادہ کرتا ہوں۔ میں نے کہا تھا کہ ۱۶ نومبر کو جو انتخابات ہوئے تھے اس میں اسلامی جمہوری اتحاد، صدر مملکت، چیف آف جنرل سٹاف، انہوں نے ایک بنیادی رول ادا کیا تھا اور اسلامی جمہوری اتحاد کے تو بنیادی ڈاکومنٹ میں یہ شامل تھا کہ ۱۶ نومبر کو الیکشن ضرور ہونے چاہئیں اس کی

غیر جانب داری سے تمام دنیا نے اتفاق کیا اور اس پر پاکستانی قوم کو خراج تحسین پیش کیا گیا۔ انتخابات کے پر امن انعقاد میں شناختی کارڈ کا بہت بڑا دخل تھا جس کی مخالفت آخر وقت تک پیپلز پارٹی نے کی لیکن شناختی کارڈ کی وجہ سے امن و امان برقرار رہا اور ایک بہت ہی پر امن طریقے سے یہ انتخابات وقوع پذیر ہوئے لیکن انتخابات کے فوراً بعد مرکز میں جن لوگوں کو نسبتاً زیادہ نشستیں ملی تھیں میں یہ نہیں کہتا کہ انہوں نے اکثریت حاصل کی نسبتاً جنہوں نے زیادہ نشستیں حاصل کیں اس پارٹی نے بالکل پہلے روز سے ہی کشیدگی کی فضا پیدا کی۔

پنجاب میں وزیر اعلیٰ کو حلف لینے سے روکنے کی کوشش کی گئی اور اس کے بعد پھر پنجاب اور مرکز میں کشیدگی کے کئی اقدامات ہوئے بلوچستان کی اسمبلی کو برطرف کر دیا گیا صوبہ سرحد میں اپنے اصولوں اور موقف کو چھوڑ کر اقلیتی اور چھوٹی پارٹی ہونے کے باوجود انہوں نے ایک ایسی پارٹی سے اتحاد کیا جس کے لیڈر کو خود انہوں نے حیدر آباد کی جیل میں بند کر دیا تھا۔

(اس مرحلے پر جناب ڈپٹی چیئرمین نے کرسی صدارت سنبھالی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی قاضی صاحب۔

قاضی حسین احمد: حیدر آباد جیل میں ملک سے بے وفائی کے الزام کے نتیجے میں حیدر آباد ٹربیونل ان کے خلاف قائم کیا گیا تھا۔۔۔۔

(مداخلت)

اگرچہ انہوں نے لوگوں کی معاشی فلاح و بہبود کے لئے تو کچھ اقدام نہیں کئے لیکن سستی شہرت حاصل کرنے کے لئے انہوں نے ان لوگوں کو کھلی چھوٹ دے دی جن پر دہشت گردی، بم بلاسٹ اور مختلف قسم کی تخریبی کارروائیوں کے کھلے الزامات تھے، اور جن کو مارشل لاء کی کورٹس نے سزائیں دی تھیں اور اس کے ساتھ بہت سارے ایسے لوگوں کو بھی جو قتل کے مقدمات میں ملوث تھے انہوں نے چھوٹ دے دی۔ کوئی ضروری نہیں سمجھا کہ ان پر سول عدالتوں میں مقدمات چلائے جائیں اور ان کو سول عدالتوں میں revise کیا جائے تاکہ انصاف کے تقاضے بھی پورے ہوں اور مجرم بھی نہ چھوٹ سکیں۔ پھر فتح کے نشے میں جو جشن منایا گیا اس میں ہماری تمام

[Qazi Hussain Ahmed]

اقدار کو پامال کر دیا گیا ریڈیو اور ٹی وی پر جو پالیسی چل رہی ہے اس میں واضح طور پر اسلامیت کی جو علامتیں ہیں ان کو نظر انداز کیا جا رہا ہے اور اسلام آباد شہر جس کے نام سے اسلام جھلکتا ہے کہ یہ ہمارے ملک کا بنیادی نظریہ ہے اس شہر کی جب خبریں آتی ہیں پہلے فیصل مسجد کو دکھایا جاتا تھا لیکن اب فیصل مسجد کو ہٹا لیا گیا اور وہاں پارلیمنٹ ہاؤس کو لایا جاتا ہے۔ اگرچہ پارلیمنٹ کی بہت بڑی وقعت ہے اور بہت بڑا مقدس ادارہ ہے لیکن مسجد ہماری علامت ہے اور ایک علامت پہلے سے چلی آ رہی ہے۔ اس کو ہٹا کر جب دوسری علامت کو لایا جاتا ہے تو اس سے لوگوں کے ذہنوں میں یہ بات آتی ہے کہ شاید ترجیحات تبدیل ہو رہی ہیں اور سیکولرازم کے راستے پر ملک کو لے جایا جا رہا ہے۔

اس دور میں امریکی مداخلت کھلم کھلا بڑھ گئی ہے اور امریکی سفیر نے یہ دعویٰ کیا ہے اور بڑے فخریہ انداز میں یہ بات کہی ہے کہ ہم نے پاکستان پیپلز پارٹی کو حکومت دلانے میں بڑا رول ادا کیا ہے اور محترمہ کو وزیر اعظم نامزد کرنے میں اسی طرح سے جو شخص امریکہ میں بھی کانگریس میں فرام تل ابیب کے نام سے پکارا جاتا ہے اور یہودی لابی کا اتنا زبردست نمائندہ مسٹر اسٹیفن سولارز کو امریکہ میں بھی کانگریس میں فرام تل ابیب کہتے ہیں اس کانگریس میں فرام تل ابیب کو پاکستان کا اور پیپلز پارٹی کا سرپرست بنایا گیا ہے اور وہ محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ کی تعریف میں رطب اللسان ہے اور ان کو خراج تحسین پیش کر رہے ہیں۔ بالکل صاف ظاہر ہے کہ پوری یہودی لابی اس حکومت کی پشت پر ہے اور یہودی لابی چاہتی ہے کہ اس کے ذریعے سے پاکستان کو اسلام اور اسلامی نظریہ سے ہٹا کر سیکولرازم کے راستے پر لگا دیں۔

جناب چیئرمین! اسی طرح میں عرض کر رہا تھا کہ ہندوستان کے ساتھ دوستی کی پینگیں بڑھانا اور ہندوستان کے ساتھ دوستی میں اتنا آگے بڑھنا کہ اپنے عزیز ترین قومی مفاد کو بھی چھوڑ دینا یہ اسی امریکی یہودی لابی کو خوش کرنے کے لئے ہے اور اس پر سٹیفن سولارز لگا ہوا ہے اور آج کے اخبار میں ہے کہ میں محترمہ بے نظیر بھٹو اور راجیو گاندھی کو امن کے نوبل پرائز کے لئے recommend کروں گا کہ انہوں نے دوستی کی طرف قدم بڑھائے ہیں اور دوستی

کس بنیاد پر، ہماری دوستی ہندوستان کے ساتھ کشمیر کی قیمت پر جو کبھی نہیں ہو سکتی اور راجیو گاندھی نے اپنی پریس کانفرنس میں کہا کہ چار دفعہ کشمیر میں رائے شماری ہو چکی ہے اور ہماری وزیر اعظم صاحبہ خاموش رہیں۔ ہندوستان کے ساتھ دوستی اسلامی نظریہ جو پاکستان کی بنیاد ہے اور پاکستان کی پارلیمنٹ کا ہر ممبر یہاں تک کہ غیر مسلم بھی اس کے ساتھ وفاداری کا حلف اٹھاتے ہیں اس اسلامی نظریئے کو چھوڑ کر تاکہ ہماری بنیاد ختم ہو جائے اور ہمارا جو تشخص ہے ہماری جو پہچان ہے وہ ختم ہو جائے اور اس طریقے سے پاکستان کی بنیادیں ہل جائیں اس سے ہٹ کر سیکولرازم کے راستے پر ڈالنے کے لئے ہندوستان کی دوستی یہودی لابی کو رضامند کرنا اور اسی طرح نیوکلیئر پروگرام کو چھوڑ دینا اور پاکستانی فوج کو کمزور کر دینا ہے اور پاکستان کی فوج کو کمزور کر دینے کی جو بات ہے وہ خود محترمہ نے سارک کانفرنس میں کی جو ان کی ابتدائی تقریر ہے اس میں کہا ہے وہ فوجی اسلحے کو کم کرنے کی بات پر غور کر سکتی ہیں۔

جناب والا! اسی طریقے سے ہمارا جو بہت ہی اہم ادارہ پاکستانی فوج کا جو اندرونی اور بیرونی سیکورٹی کا ذمہ دار ہے اور جس نے بہت نمایاں اور قابل فخر کارنامے انجام دیئے ہیں، اور افغانستان کے پورے جہاد کا چارج جن کے پاس تھا آئی ایس آئی، اس کو تباہ کرنے کے لئے اس کو ایک دوسرے ادارے سے amalgamate کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے اس طریقے سے پاکستانی فوج اور اس کے اداروں کو خراب کیا جا رہا ہے اور یہ سب کچھ یہودی لابی اور ہندوستان کو خوش کرنے کیلئے ہے اسلامی دنیا سے کاٹ کر ثقافتی معاہدے کئے جا رہے ہیں، تاکہ پاکستان اسلامی دنیا اور اسلامی ثقافت کے ساتھ رہنے کی بجائے اور اس کا تشخص اور اس کی پہچان اسلام کے نام پر ہونے کی بجائے ہندووانہ تہذیب یہاں پر عام رائج ہو اس کے لئے ثقافتی معاہدے کئے جا رہے ہیں۔ جناب ان اہم اور عزیز قومی مفادات کو چھوڑ کر ہندوستان کے ساتھ دوستی کی پینگیں بڑھانے کی کوشش کی جا رہی ہے اور اس کا ذکر خود ایک ہندوستانی صحافی مسٹر کلدیپ نیر نے اپنے ایک مضمون میں کیا ہے جو کہ جنگ اخبار میں چھپ چکا ہے اس میں اس نے کہا ہے کہ خود محترمہ نے مجھے کراچی

[Qazi Hussain Ahmed]

میں ایک ملاقات میں کہا تھا کہ سکھوں کی جو گڑبڑ ہے اس میں ضیاءالحق کا ہاتھ ہے خود بے نظیر بھٹو کے بارے میں کہا ہے اور پاکستان کی جنگ اخبار میں چھپ چکا ہے کہ وہاں جتنا بھی سکھوں کا مسئلہ پیدا ہوا ہے اس میں مرحوم صدر جو ہیں ان کا نام لیا ہے اس میں ان کا ہاتھ ہے اور اس نے اس بات کی امید ظاہر کی ہے کہ مستقبل میں محترمہ بے نظیر صاحبہ سکھوں کے مسئلے کو حل کریں گی۔ کیونکہ اس میں انہوں نے پاکستان کے ملوث ہونے کا اعتراف کیا تھا۔

جناب والا! پھر سارک کانفرنس میں یہ بات کھل کر سامنے آگئی کہ محترمہ کی حیثیت جاری ہے آخری جو سیشن تھا اس میں تو بالکل یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے بنگلہ دیش کے صدر کے ساتھ، سری لنکا کے صدر کے ساتھ اور مالدیپ کے صدر کے ساتھ جیسے وہ نالاں ہیں اور ان کے ساتھ کوئی ان بن ہو گئی ہے کیونکہ انہوں نے مرحوم صدر کا نام لیا تھا اور سارک کانفرنس میں انہوں نے جنوبی ایشیا کے چھوٹے ممالک کی ڈھارس بندھائی تھی۔ ہندوستان کے مقابلے میں ان کا ساتھ دے کر ان کو ایک تحفظ فراہم کیا تھا وہ تحفظ بھی محترمہ نے اٹھا دیا اور اس کی بجائے وہ راجیو گاندھی کے سامنے پگھلی جا رہی تھیں اور ساری توجہ ان کی طرف تھی اور چھوٹے ممالک کو یہ احساس دلایا کہ ان سے بے اعتنائی ہے اور اس طریقے سے سارک کانفرنس شارک کانفرنس میں تبدیل ہو گی۔ اسی طرح کل میں جغرافیئے اور تاریخ کو تبدیل کرنے کا ذکر کر رہا تھا کہ نصابی کتابوں پر اس طرح نظر ثانی کی جائے گی کہ جغرافیے اور تاریخ میں جو متنازعہ امور ہیں ان کو نکال دیا جائے، جناب والا! ہندوستان کے ساتھ ہمارا سارا جھگڑا ہی جغرافیے اور تاریخ کا ہے سارا نزاع ہی جغرافیے اور تاریخ کا ہے۔ اسی وجہ سے ہم ایک الگ قوم ہیں اگر تاریخ اور جغرافیے کے ہمارے نزاعات ختم ہو سکتے اور نصابی کتب میں ختم ہو سکتے تو ہم ایک قوم کیوں بن کر نہ رہتے۔ ہماری بنیاد ہی دو قومی نظریہ ہے، ہماری تاریخ مختلف ہے، ہمارا ملک اس لئے تقسیم ہوا ہے کہ ہم ایک الگ وحدت ہیں، اپنی ثقافت، اپنی تہذیب اپنے دین اور

اپنی ہر طرح کی روایت کی وجہ سے ہم ایک الگ قوم ہیں۔ اب ہماری تاریخ اور جغرافیہ کو ہندوستان کے لئے قابل قبول بنانے کی کوششیں کی جا رہی ہیں۔ صرف اس لئے کہ وہاں کے حکمران خوش ہوں اور یہاں ان کی حکومت محفوظ ہو Jewish Lobby خوش ہو اور یہاں ان کی حکومت بنی رہے جو Vital National Interests ہیں ان کو قربان کیا جا رہا ہے اور اس طریقے سے یہ اپنی حکومت کو مضبوط کرنا چاہ رہے ہیں۔

جہاں پر بات کسی ملت اور مشرق کی بہبود کی آتی ہے یا ایسی کوئی بات آتی ہے جس میں تعاون کی ضرورت ہوتی ہے، معاشی عدل کی ضرورت ہوتی ہے۔ انصاف کی ضرورت ہوتی ہے، سرمایہ دارانہ اور جاگیردارانہ نظام کے خاتمے کی ضرورت ہوتی ہے۔ غریب کو اوپر اٹھانے کی ضرورت ہوتی ہے۔ مظلوم کو ظلم سے چھٹکارا دلانے کی ضرورت ہوتی ہے۔ تو پھر فوراً ہی جناب والا! یہ بہانہ بنایا جاتا ہے کہ خزانہ خالی ہے۔ خزانہ کب بھرا ہوا تھا۔ خزانہ تو قیام پاکستان سے لیکر آج تک کوئی ایسا دن نہیں آیا کہ بھرا ہوا ہو خزانہ ہمیشہ خالی ہوتا ہے جو حکومت کسی دوسری حکومت سے اختیارات لیتی ہے اس کی سب سے پہلی فریاد یہی ہوتی ہے کہ خزانہ خالی ہے۔ بھٹو صاحب کو پہلے بھی خزانہ خالی ملا تھا پھر ضیاء الحق صاحب کو خزانہ خالی ملا تھا اور اب یہ بھی یہی شکایت کر رہے ہیں اور یہی فریاد کر رہے ہیں کہ خزانہ خالی ہے۔ ہم تو ہمیشہ سے خالی خزانے سے ہی چل رہے ہیں اور اگر خزانہ بھرا ہوا ہوتا تو پھر تو بہت آسان بات تھی۔ حکومت کرنا آسان تھا۔ اب خزانہ خالی ہے اور اس لئے خالی ہے کہ یہاں پر معاشی ظلم ہے، معاشی بے انصافی ہے، کچھ لوگوں کے لئے خزانہ خالی نہیں ہے، ان کی ساری تجوریاں بھری پڑی ہیں۔ قرض کا جو پیسہ حاصل کرتے ہیں اسکو بھی کچھ لوگ آپس میں بانٹ لیتے ہیں لیکن جب غریب کی بات آتی ہے تو موجودہ حکومت جو غریب کے نام پر برسر اقتدار آئی ہے، اس نے بھی غریب لوگوں کے ساتھ یہی بہانہ بنا لیا ہے کہ خزانہ خالی ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ خزانہ خالی نہیں ہے۔ یہاں کے لوگوں نے خزانہ کی چوری کی ہے اس کو واپس لینے کی ضرورت ہے۔

[Qazi Hussain Ahmed]

جناب والا! یہ پورے کا پورا نظام جو پاکستان میں ۴۱ سال سے چل رہا ہے جس میں پاکستان پیپلز پارٹی کا سابقہ دور بھی شامل ہے۔ اس پورے دور میں یہاں Exploitation کا نظام رہا ہے، یہاں جبر کا نظام رہا ہے، یہاں استحصال کا نظام رہا ہے، اس استحصال کو ختم کرنے کے لئے صرف نعروں سے کام نہیں بنتا۔

یہی بات میں نے اپنے پاکستان پیپلز پارٹی کے دوستوں سے بھی ملاقاتوں میں کی تھی کہ بھائی، آپ socialism کا نعرہ لگاتے ہیں دھوکہ دینے اور فریب دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ سوشلزم کے نام میں کیا رکھا ہے۔ سوشلزم کے ساتھ پورے کا پورا وہ معاشی فلسفہ وابستہ ہے جس میں ملحدانہ تہذیب ہے۔ جس میں الحاد ہے، جس میں سیکولرازم ہے۔ آپ اس سے جان چھڑائیں، اگر آپ لوگوں کی بہبود کی بات کرتے ہیں، اگر غریب کو اوپر اٹھانے کی بات کرتے ہیں۔ اگر جاگیردارانہ سرمایہ دارانہ نظام کو ختم کرنے کی بات کرتے ہیں تو ہم آپ سے اس پورے مطالبے کے حق میں دو قدم آگے ہیں۔ لیکن جناب والا! یہ اپنی اسی روش پر قائم ہیں۔ یہ نام غریب کا لیتے ہیں لیکن یہ سرمایہ داروں کی حکومت ہے، یہ جاگیرداروں کی حکومت ہے یہ بڑے لوگوں اور Bureaucrats کو راضی کرنا چاہتے ہیں یہ Jewish Lobby کو راضی کرنا چاہتے ہیں Indo-Soviet Jewish Lobby کی support اور ان کی سرپرستی میں یہاں پر اپنے آپ کو مضبوط کرنا چاہتے ہیں اور اس طریقے سے یہ کبھی بھی سرمایہ دارانہ نظام سے پیچھے نہیں ہٹ سکیں گے۔ کبھی بھی جاگیردارانہ نظام کے خلاف کوئی اقدام نہیں کر سکیں گے اور یہی فریاد کرتے رہیں گے کہ خزانہ خالی ہے، حکومت کا خزانہ ہمیشہ جاگیردارانہ اور سرمایہ دارانہ نظام میں خالی ہی رہتا ہے اور حکومت کے جو اللے تللے ہوتے ہیں اس کا تمام خمیازہ غریبوں کو بھگتنا پڑتا ہے۔

جناب والا! اب میں آٹھویں ترمیم کے خلاف جو غیر آئینی مہم شروع کی گئی ہے اس کی طرف آتا ہوں۔ آٹھویں ترمیم یہاں کن حالات میں پاس ہوئی، اسمبلی اور سینیٹ سے سارا

ریکارڈ آپ دیکھ کر معلوم کر سکتے ہیں کہ ہم نے آٹھویں ترمیم کے موقع پر یہاں پر کیا موقف اختیار کیا تھا۔ صدر سے وزیر اعظم کی طرف اختیارات منتقل کرنے کے لئے ہم نے بھرپور جدوجہد کی، یہاں تک کہ سابق وزیر اعظم محمد خان جونیجو آمادہ تھے اور تیار تھے ہم نے ان کو یہ کہا کہ اس طرح کے وزیر اعظم بننے کی بجائے آپ اپنے ہاتھ مضبوط کریں۔ ہم نے انہیں کہا کہ ہم آپ کے ساتھ ہیں Independent Parliamentary group (JPG) نے جس میں جماعت اسلامی بھی شامل تھی، وزیر اعظم کو ڈھارس دی، اسے مضبوط کیا، ان کو کھڑا کر دیا کہ آپ کچھ اختیارات مانگیں اور ہم نے ان کے ساتھ کچھ تعاون کیا اور اسی کے نتیجے میں صدر اور وزیر اعظم کے نتیجے میں ایک Balance پیدا ہوا۔ ایک توازن پیدا ہوا۔ اس میں آخری بات جو ہماری نہیں مانی گئی وہ یہی تھی کہ صدر کو ہم نے کہا کہ وہ Chief of the Army Staff کا عہدہ چھوڑ دیں، باقی جتنی بھی ہماری چیزیں تھیں وہ تسلیم کر لی گئی تھیں اور اس طریقے سے صدر اور وزیر اعظم کے اختیارات میں ایک توازن قائم ہو گیا تھا۔ لیکن ہم نے یہ موقف اس وقت بھی اختیار کیا تھا، اور اب بھی یہی موقف ہے کہ جتنے بھی مارشل لاء آرڈرز ہیں، جتنے بھی مارشل لاء آرڈیننس ہیں اور گیارہ سالہ دور کی جتنی بھی کارروائیاں ہیں ان کا جائزہ لیا جائے جو اسلامی شریعت کے مطابق ہیں ان کو باقی رکھا جائے اور جو ان کے خلاف ہیں، ان کو ختم کر دیا جائے جو انصاف کے تقاضوں کے خلاف ہیں ان کو ختم کر دیا جائے لیکن ہم کبھی بھی یہ برداشت نہیں کریں گے اور کسی کو یہ اجازت نہیں دیں گے کہ یہاں پر جو اسلامی حدود نافذ ہو چکی ہیں اور نظام صلوٰۃ و زکوٰۃ نافذ ہو چکا ہے، جو Process of Islamization شروع ہو چکا ہے جیسا بھی بھلا برا ہے خواہ یہ ادھورا ہے، جس پر ہمارے بہت سارے اعتراضات ہیں، لیکن اس کے باوجود جو تھوڑا بہت کام ہوا ہے، اس کی حفاظت کریں گے اور اس کا تحفظ کریں گے اور امت مسلمہ پاکستان اس کا تحفظ کرے گی، اس کے لئے ہم ہر طرح سے میدان میں ہوں گے۔ کسی کو یہ اجازت نہیں دیں گے کہ ان کے خلاف کوئی اقدام کرے اور بہانہ یہ

[Qazi Hussain Ahmed]

کرے کہ آٹھواں ترمیمی بل، ایک ایسا ترمیمی بل ہے جو کہ مارشل لاء کی گورنمنٹ میں منظور ہوا تھا، یہ ٹھیک ہے کہ آٹھویں ترمیم کے بارے میں حکومت کو جن امور سے شکایت ہے وہ ہم سے بات کریں، آج تک تو کسی نے اس سلسلے میں ہم سے بات نہیں کی ہے، ایک غیر آئینی مہم شروع کر دی گئی حکمران جماعت کو قومی اسمبلی میں Two-third majority حاصل نہیں ہے، حکمران پارٹی کو سینیٹ میں simple majority بھی حاصل نہیں ہے، حکمران پارٹی کے بس میں نہیں ہے کہ وہ آئین میں ترمیم کر سکے۔ وہ آئینی طور پر آئین میں ترمیم نہیں کر سکتی ہے، آئین میں اگر ترمیم کرنا لازمی ہے تو پھر اسے اپوزیشن سے بات کرنی پڑے گی، ان کے ساتھ ڈسکس کرنا پڑے گا۔ ان کو بتانا پڑے گا کہ ان کو کس چیز سے شکایت ہے، کس چیز سے تکلیف ہے واقعی اگر انصاف کے تقاضوں کے مطابق کوئی بات ہوئی، اسلام کے مطابق کوئی بات ہوئی، شریعت کے مطابق کوئی بات ہوئی تو اس میں پہلے بھی ہم نے ہمیشہ تعاون کیا ہے اور ہمیشہ تعاون کریں گے، ہم ملک کو پرامن رکھنا چاہتے ہیں، اس ملک کی فضا کو بدامنی اور تصادم کا شکار نہیں کرنا چاہتے ہیں، اس ملک کو ہم اکٹھا اور سالم بھی رکھنا چاہتے ہیں، اور ہم یہ کبھی برداشت نہیں کریں گے کہ یہ ملک سیکولرازم کی طرف چلا جائے، یہاں Process of Islamization تبدیل ہو جائے، ایسا کرنے والوں کا راستہ روکیں گے۔ جو یہ عزائم رکھتے ہیں، اپنے سینوں کے اندر یہ نیت چھپائے ہوئے ہیں اور میں اس لئے یہ بات کرتا ہوں کہ الیکشن سے پہلے اس پیپلز پارٹی کی Chairperson نے جو کہ Co-Chairperson ہیں، اب پتہ نہیں کہ وہ Co-Chair-person ہیں یا Chair-person ہیں جو کہ اس وقت وزیر اعظم ہیں انہوں نے الیکشن سے پہلے کہا تھا کہ Islamic frame work کے اندر پاکستان پیپلز پارٹی ایک سیکولر پارٹی ہے، جناب والا! یہ ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ Islamic frame work کے اندر سیکولر پارٹی کیا ہوتی ہے، Secularism کے معنی یہی ہیں کہ ان کے لئے کفر اور اسلام میں کوئی فرق نہیں ہے، وہ کفر اور اسلام میں کوئی فرق نہیں

کرتے، وہ اس سے بالاتر رہتے ہیں، اپنے آپ کو بڑے مہذب اور بڑے شائستہ اور بہت ہی اچھے انسان سمجھتے ہیں، لیکن اسلام کی پابندی وہ اپنے آپ پر لازمی نہیں سمجھتے، ہمارے دین میں تو اس قسم کی سیاست کی کوئی گنجائش نہیں ہے، مسلمان ہوگا تو وہ اللہ اور اس کے رسولؐ کا مطیع ہوگا۔ فرمانبردار ہوگا۔ اس سے باہر نہیں نکل سکتا۔ یہ بات ہماری سمجھ میں نہیں آتی۔ اب تو انہوں نے اپنا رویہ کچھ تبدیل کیا ہے۔

لیکن ہم جب ان کے اقدامات کو دیکھتے ہیں، تو ان کا عمرہ پر جانا، وہاں رونا دھونا اور غلاف کعبہ سے چمٹنا یہ ایسی چیزیں ہیں جو ہماری سمجھ میں نہیں آتیں۔ . . . بہت سارے لوگ یہ دیکھ کر کہتے ہیں کہ اپنے کردار اور اپنے اس طرح کے مظاہروں سے یہ جناب بھٹو سے زیادہ جناب ضیاءالحق صاحب کی بیٹی نظر آتی ہیں لیکن جو ان کے عملی اقدامات ہیں، ان کے اقدامات سے وہی مترشح ہوتا ہے کہ یہ تو ہمیں سیکولرازم کی طرف لے جا رہے ہیں۔ پاکستان پیپلز پارٹی میں ان کے ایک پرویز علی شاہ صاحب ہیں، ابھی حال ہی میں انہوں نے ایک ہندو پنچایت کے سامنے کہا ہے کہ پاکستان پیپلز پارٹی، پاکستان کو سیکولر ریاست بنانا چاہتی ہے۔ اس سے وہ اندر والی بات صاف سامنے نظر آتی ہے کہ حقیقت میں یہ چاہتے کیا ہیں۔

جناب والا! اسی طرح ہم سمجھتے ہیں کہ آٹھویں ترمیم کے بارے میں حکومت نے جو موقف اختیار کیا ہوا ہے وہ حقیقت میں اسی لئے ہے کہ Islamization کے Process کو reverse کر دیا جائے اور جو تحفظ ملا ہے، حدود آرڈی ننس اور نظام صلوٰۃ و زکوٰۃ کو۔ اگرچہ وہ ادھورا ہے، نامکمل ہے، ہم اس کو مکمل بنانا چاہتے ہیں۔ لیکن اس کا یہ طریقہ نہیں ہے کہ جو تھوڑا بہت کام ہوا ہے اس کو بھی ختم کر دیا جائے، پھر انہوں نے کہا ہے کہ ہم ریفرنڈم کرائیں گے۔ لیکن یہ طریقہ ہمارے علم میں نہیں ہے یہ ہمیں وزیر عدل بتائیں گے کہ ریفرنڈم کے ذریعے آئین میں ترمیم کا کوئی طریقہ دیکھا ہے، جس کے ذریعے آئین میں ترمیم کی جا سکتی ہے۔ لیکن میں ان کا چیلنج قبول کرتا ہوں

[Qazi Hussain Ahmed]

اگر حکومت نے ریفرنڈم کرانا ہے تو کرا کر دیکھ لیں اگر پاکستانی عوام نے ریفرنڈم میں آپ کے خلاف ووٹ دیا تو پھر آپ کو حکومت کرنے کا کوئی حق حاصل نہیں ہوگا۔ ہم تو کہتے ہیں کہ ۶۱ فیصد لوگوں نے ان کے خلاف ووٹ دیئے ہیں، ۳۹ فی صد لوگوں نے ان کے حق میں ووٹ دیا ہے۔ کسی وقت بھی یہ ریفرنڈم کرائیں گے مار کھائیں گے یہ اس کے اندر شکست کھائیں گے اور ہم Welcome کریں گے ان کے کسی بھی مسئلے پر ریفرنڈم کروانے کو اور ہم اس چیلنج کو قبول کریں گے۔

جناب والا! یہ جو موجودہ حکومت ہے ہمیں آج تک اس کی کوئی ایسی پالیسی یا اقدام نظر نہیں آیا جس سے ہم پرکھ سکیں کہ اس کی معاشی پالیسی کیا ہے اور یہ قوم کو کس طرف لے جا رہے ہیں۔ بجٹ انہوں نے سابقہ حکومت کا ہو بہو نافذ کر دیا، کبھی ایسا کسی حکومت نے نہیں کیا۔ کبھی وقت کے تھوڑا ہونے کا اور کبھی عدالت کے آرڈر کا کہتے ہیں۔ جناب والا! یہ کورٹ سے ایک دوسرا آرڈر لے سکتے تھے کہ بجٹ کو آخری شکل دینے تک ایک یا دو ماہ کی مہلت دی جائے۔ انہوں نے وزیر خارجہ بھی وہی لے لیا ہے، جن کی فارن پالیسی پر اعتراضات کرتے تھے اسی کو لے لیا کہ پہلے ان کا کام کرتے رہے ہو اب ہمارا کام کرو۔ یہ ابھی تک ملک کی عام فلاح و بہبود کے لئے کچھ بھی نہ کر سکے۔ جو کچھ بھی ہے تا حال زبانی جمع خرچ ہے پروپیگنڈہ ہے۔ فارن پالیسی سے بالکل نمایاں طور پر یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ یہ Soviet Jewish اور Indian lobby کی گود میں جا رہے ہیں۔ روس کا وزیر بڑی پُر امید نظروں سے پیپلز پارٹی کی حکومت کو دیکھ رہا ہے۔ ہندوستانی صحافی اور حکومت امید بھری نظروں سے ان کو دیکھ رہے ہیں۔ Jews یہاں کے دورے کر رہے ہیں اور خوشیاں منا رہے ہیں۔ ہمیں نہیں معلوم کہ Jews کو Indians کو اور Russians کو جنہیں مسلمانوں سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ مسلمانوں کے تو وہ ازلی دشمن ہیں، ہمارے ہر معاملے میں انہوں نے مخالفت کی ہے۔ ان کے ساتھ، ان کی دوستی کے لئے ان کے دل نرم ہوئے

ہیں اوران کی اُمید بھری نظریں ان کی طرف اُٹھی ہوئی ہیں۔ توان کی کوئی خوبیاں ایسی ہوں گی۔ جوان کو پسند ہوں گی اوروہ خوبیاں یہی ہوں گی "سیکولرازم" پاکستان کی شناخت کوختم کرنا، اور پاکستان کے اسلامی نظریئے کی مخالفت کرنا، اس وجہ سے ان کو امیدیں ہیں لیکن جوامت مسلمہ ہے۔ اس کو ناامید کرکے، جناب والا! ایسی حکومت یہاں کیسے قائم رہ سکے گی اور کام کر سکے گی، ہندو، یہودی روسی جسکے دوست ہوں۔ لیکن جو مسلمانوں کی آرزوں تمناؤں کا خون کر دے ایسی حکومت یہاں کبھی قائم نہیں رہ سکے گی اگر یہ کہتے ہیں کہ ہم فوجی اخراجات کم کرکے لوگوں کی فلاح وبہبود کے لئے کام کرینگے۔

جناب والا! لوگوں کی فلاح وبہبود اسی وقت ہوسکتی ہے جب ایک مضبوط دفاع ہو، جو ایک آزاد قوم کی ضرورت ہے اور ایک آزاد قوم، خود داری سے زندہ رہنا چاہتی ہے، احترام کے ساتھ زندہ رہنی چاہتی ہے، خود داری اوراحترام کو پنجرے میں بند کرکے آپ کسی بھی پرندے کو بہت اچھا کھانا پینا دیں وہ کبھی خوش نہیں ہوسکتا اور ہمارے قومی شاعر اقبال نے تو سخت کوشی ہی کو بنیاد بنایا ہے۔ اچھی زندگی اور خوشی کی بنیاد تو سخت کوشی ہے محنت ہے۔ انہوں نے اپنے ایک مشہور قطعہ میں کہا ہے کہ

بچہ شاہیں سے کہتا تھا عقاب سال خورد
اے ترے شہپر پہ آساں رفعت چرخ بریں
ہے شباب اپنے لہو کی آگ میں جلنے کا نام
سخت کوشی سے ہے تلخ زندگانی انگبیں
جو کبوتر پر جھپٹنے میں مزہ ہے اے پسر
وہ مزہ شاید کبوتر کے لہو میں بھی نہیں

[Qazi Hussain Ahmad]

انہوں نے یہ کہا تھا کہ

؎ جھپٹنا ، پلٹنا ، پلٹ کر جھپٹنا
لہو گرم رکھنے کا ہے اک بہانہ

سخت کوشی اور جدوجہد ہی زندگی ہے۔ محنت اور اپنی آزادی کا تحفظ، سخت کوش اور محنت کش قوم کر سکتی ہے۔ Jewish, Soviet and Indian کو راضی کر کے ہم کبھی بھی رفعت اور بلندی کی طرف نہیں جا سکتے اور ہماری قوم بھی یہ نہیں چاہتی۔

میں پیپلز پارٹی کے اپنے دوستوں کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ انہوں نے یہ popularity جو حاصل کی تھی وہ ہندوستان دشمنی کی وجہ سے حاصل کی تھی۔ انہوں نے وہاں پر قرار داد پھاڑ ڈالی، بنگلہ دیش کے لئے تو راستہ بنا دیا کہ ہم صلح نہیں چاہتے انہوں نے وہاں پر کہا کہ ہم ہزار سال تک لڑیں گے میں یاد دلاتا ہوں انہیں تو اس وقت پاکستانی قوم نے اسی بنیاد پر پسند کیا تھا۔ لیکن اگر یہ Jewish, Soviet and Indian lobby کی گود میں جائیں گے ان کو خوش کریں گے تو کبھی بھی یہ عزت اور سرفرازی حاصل نہیں کر سکتے اور قوم ان کو مسترد کر دے گی۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ! جناب بہرہ ور سعید صاحب۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید: جناب چیئرمین! جناب محترم قاضی صاحب نے، اس موضوع پر جن خیالات کا اظہار کیا ہے اس کو اپناتے ہوئے میں آگے بڑھنے کی جسارت کروں گا جناب عالی! کسی پارٹی کے رہنما، جب تک اس کے ہاتھ حکومت نہیں آتی اس کی ساری توجہ اپنی پارٹی کے معاملات پر مرکوز ہوتی ہے اور ہونی چاہیئے لیکن جب کسی پارٹی کا وہی رہنما کسی ملک کا رہنما بن جاتا ہے تو اس کے فرائض بالکل مختلف ہو جاتے ہیں، پہلی صورت میں وہ صرف اپنی پارٹی یا جماعت کے رہنما کی حیثیت سے اپنی پارٹی کے مفاد کی طرف خیال رکھتا ہے لیکن جب وزیر اعظم بن جاتی ہے یا بن جاتا ہے تو پھر

وہ سارے ملک کا وزیر اعظم ہوتا ہے وہ کسی مخصوص پارٹی کا سربراہ نہیں ہوتا ، اسلئے پارٹی کا سربراہ اور ملک کے وزیر اعظم کا رشتہ بڑا نازک ہوتا ہے ، یہاں سے اس پارٹی کے سربراہ کے امتحان کا وقت شروع ہو جاتا ہے ، جب وہ پارٹی کے سربراہ سے آگے بڑھ کر کسی مملکت یا کسی حکومت کا سربراہ بن جاتا ہے ، اسی روشنی میں اس مسئلے کو مدنظر رکھتے ہوئے میں عرض کروں گا کہ گزشتہ ۴۷، ۴۸ دن سے جو حکومت مرکز میں یا بعض صوبوں میں معرض وجود میں آئی ہے اس نے ان دنوں میں کیا کہا ہے اور کیا کر کے دکھایا ہے قوم نے کیا کھویا ہے اور کیا پایا ہے ۔

جناب چیئرمین صاحب اس موضوع پر بحث کا ایک اور رخ بھی ہے آج کل جو سیاسی حالات ہیں ان سے پہلے یعنی انتخابات سے پہلے کیا حالات تھے اس پس منظر کو بھی ہم نظر میں رکھیں کیوں کہ اس وقت جو مخلوط حکومت پاکستان میں قائم ہے ..... میں مخلوط پر اس واسطے زیادہ زور دوں گا کہ مخلوط حکومت ہونے کے باوجود ٹی وی اور ریڈیو اور اخبارات میں اندھا دھند پروپیگنڈہ ہو رہا ہے کہ پیپلز پارٹی کی حکومت ہی کر رہی ہے پیپلز پارٹی کی حکومت ہی کرتی ہے لیکن اپنے گریبان میں منہ ڈال کر یہ نہیں سوچتے کہ پیپلز پارٹی تو مرکز میں اپنے طور پر حکومت بنانے میں قاصر رہی ، دوسری جماعتوں سے رشتہ جوڑ کے رشتہ ناتا کر کے یہ حکومت بنی ہے پھر ان کو اتنا بھی خیال نہیں ہے کہ جنہوں نے ان کو حکومت بنانے کا موقع دیا ہے یا ان کو نظر انداز کر کے یا ان کو اپنا طفیلی سمجھ کر کے صرف ایک ہی پارٹی کا پروپیگنڈہ ہو رہا ہے یہ ان کا ایک کارنامہ ہے اسی پارٹی کا یہ کارنامہ ہے ، پہلے بھی تھا اور اب بھی ہے اور اس کو یہ مبارک ہو لیکن میں اتنا کہوں گا کہ ایسی پالیسی ، ایسا کردار آئندہ جا کے ہیں یہ کہوں گا کہ ہمارے لئے خوشی کا باعث ہوگا لیکن ان کے لئے یہ نیک فال نہیں ہے اگر وہ ساتھ چھوڑ دیں گے جس طرح کہ ہماری خواہش ہے کہ وہ ساتھ چھوڑ دیں تو انشاء اللہ پھر یہ نہیں ہوں گے ، پھر کوئی اور ہوں گے ۔

[Akhunzada Behrawar Saeed]

جناب والا! جس طریقے سے یہ موجودہ حکومت گزشتہ ساڑھے گیارہ سال کا ذکر کرتی رہتی ہے اس سے ایک ہی نتیجہ نکلتا ہے کہ ۵ رجولائی ۱۹۷۷ سے پہلے کی حکومت ایک فلاحی حکومت تھی اس نے زمین پر جنت بنائی تھی لوگ خوشحال تھے وہاں دلائی کیمپ نہیں تھا، وہاں کسی کی عزت پر دھاوا نہیں بولا جاتا تھا وہاں مولانا شمس الدین قتل نہیں کیئے گئے تھے یہاں اور بھی ایسے کارنامے سرانجام نہیں دیئے گئے تھے بلکہ واقعی جمہوریت کا دور دورہ تھا میں بصد ادب عرض کروں گا ساڑھے تین سالہ دور جناب جونیجو صاحب کی حکومت کا بھی اس میں شامل کیا جاتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ جناب جونیجو صاحب نے جب حکومت سنبھالی تو انہوں نے پہلی دفعہ اس ملک سے ہنگامی حالت ختم کر دی، انہوں نے پہلی دفعہ بنیادی حقوق بحال کر دیئے انہوں نے بڑے جرأت مندانہ طریقے سے مارشل لاء کا خاتمہ کیا اگر یہ چیزیں بھی اسی مارشل لاء دور کے کھاتے میں ڈالی جاتی ہیں تو پھر وہ مارشل لاء کے ساڑھے گیارہ سال تو بڑے بہتر دن تھے اور میں تو یہ کہوں گا کہ ۵ جولائی کا دن میری نظر میں پاکستانی قوم کے لئے بڑا خوش آئند دن تھا، ہماری عزت محفوظ ہوگئی، چار دیواری محفوظ ہوگئی چادر محفوظ ہوگئی اور دفتروں میں تھانوں میں جہاں وہ میز پر بیٹھ کر ٹکے مارتے تھے کہ یہ ہوگا وہ ہوگا وہ ختم ہوگیا اور اگر ہمارے یہ دوست جو اس گیارہ سال کی رٹ لگاتے رہتے ہیں اور اس کو مارشل لاء دور کہتے ہیں تو جناب والا! میں ان سے یہ پوچھوں گا کہ آمریت میں کیا فرق ہے اگر وہ خاکی وردی پہن کر کرسی پر بیٹھتا ہے تو وہ فوجی آمر بن جاتا ہے وہ مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر بن جاتا ہے لیکن اگر وہ سفید کپڑوں میں، غیر فوجی وردی میں کوئی بیٹھتا ہے۔ تو کیا وہ آمر نہیں ہوتا کیا وہ سول مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر بن کر بھی آمر نہیں ہے کیا اسکے مارشل لاء آرڈرز جو اس سول مارشل کے دوران ریگولیشنز جاری ہوئے اور بہت سے اور اقدامات کئے گئے تو کیا وہ آمریت کی نشانیاں نہیں ہیں اور کیا انہی آرڈرز کو، انہی ریگولیشنز کو، انہی قوانین کو انہی اقدامات کو، میں پوچھوں گا اپنے وزیر قانون سے کہ کیا ان سب چیزوں کو ۱۹۷۳ء کے آئین میں تحفظ نہیں دیا گیا، تحفظ دیا گیا ہے۔

جناب والا! میں گزارش کر رہا ہوں کہ الیکشن سے پہلے کے حالات جو ان کی نظر میں صحیح نہیں تھے اس وقت ایک فوجی جرنیل جو ۱۷ اگست کو شہید ہوئے انکی حکومت تھی، بری تھی، پانچ جولائی تک جو حکومت تھی وہ اچھی تھی حالانکہ سول مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر کی تھی، دو دسمبر ۱۹۸۸ کے بعد جو حکومت ہے وہ پھر جمہوری ہو گئی فرق صرف اتنا ہے کہ ۵ جولائی سے پہلے ایک محترم کی حکومت تھی اور اب ۲ دسمبر کے بعد یہ حکومت ایک محترمہ کی ہے، اگر اس فرق سے وہ سارا دور آمریت کا بن جاتا ہے اور یہ دور جمہوریت بن جاتا ہے، تو میں اسے جادو کا ایک کرشمہ کہوں گا۔

جناب والا! ۱۷ اگست کا واقعہ پیش آتا ہے یہ قدرتی تقاضا تھا کہ اس حادثے میں بہت ہی بہترین دماغ اور اعلیٰ پائے کے جرنیل ہم سے جدا ہو گئے یہ الگ بات ہے کہ یہ سازش کس نے کی اس پر میں بحث نہیں کرنا چاہتا۔ مگر یہ کہوں گا کہ قدرت نے ایک موقع مہیا کیا اور اس ملک میں موجودہ صدر نے جب حکومت سنبھالی تو انہوں نے یہی آواز دی کہ وہ آئین کا احترام کریں گے اور آئین کی ہر ایک شق کی پابندی کریں گے اور وہ آئین سے سرمو بھی انحراف کرنے کی کوشش نہ کریں گے اور نہ کسی کو کرنے کی اجازت دیں گے، چنانچہ انتخابات ہوئے جیسے قاضی صاحب نے فرمایا بڑی کوشش کی گئی بظاہر تو کہا جاتا تھا کہ ہم انتخابات ملتوی کرنا نہیں چاہتے لیکن انکی خواہش یہی تھی اور وہ چاہتے تھے کہ انتخابات ملتوی ہوں کیونکہ وہ جانتے تھے کہ انتخابات ملتوی ہوں گے تو ان کو اور بھی ہنود اور یہود کے تعاون سے home work کرنے کا موقع ملے گا۔

انتخابات جب پایۂ تکمیل تک پہنچے تو اقتدار کی منتقلی کا مسئلہ اٹھا بڑے شبہے ظاہر کئے گئے اور میں یہاں موجودہ صدر صاحب سے کم از کم یہ گلہ کروں گا کہ انہوں نے ایک ایسی جماعت کی راہنما کو نامزد کر کے وزیر اعظم بننے کی دعوت دی جس کے پاس اکثریت قطعاً نہیں تھی ان کو ایسا نہیں کرنا چاہیئے تھا مگر جو ہوا سو ہوا، جناب چیئرمین! انتخابات کے نتائج جب ہمارے سامنے آئے تو اس سے آئندہ حکومت کا نقشہ بالکل صاف اور ظاہر ہے، ہمارا یہ عقیدہ ہے اور ہر ایک مسلمان کا یہ عقیدہ ہے کہ طاقت کا سرچشمہ اللہ ہے۔ آئین میں

[Akhunzada Behrawar Saeed]

لکھا ہوا ہے کہ سب کچھ..... (مداخلت)

میر حسین بخش بنگلزئی: پوائنٹ آف آرڈر، جناب والا! معترزین کی تقاریر کا ترجمہ کیا انگریزی میں ہو رہا ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: میرے خیال میں ترجمہ انگریزی میں ہو رہا ہے اگر نہیں ہو رہا تو شروع کر دیں، ہو تو رہا ہے اور ہونا چاہیئے۔

میر حسین بخش بنگلزئی: نہیں یہاں پر سنائی نہیں دے رہا۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید: جناب میں سمجھتا ہوں کہ اس پوائنٹ آف آرڈر کی ضرورت کیا تھی وہ خود جانتے ہیں وہ تو اس بینچ پر ہی نہیں ہیں کیوں وہ میری تقریر میں مداخلت کر کے مجھے اپنے راستے سے ہٹانے کی کوشش کرتے ہیں بہر کیف ان کی مرضی ہے۔

میر حسین بخش بنگلزئی: میں نے تو یہی کہا کہ ترجمہ انگریزی میں نہیں ہو رہا اس میں بدنیتی کی کوئی بات نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: بنگلزئی صاحب ترجمہ تو ہو رہا ہے، بہرہ ور سعید صاحب آپ جاری رکھیں۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید: میں نے کسی کی نیت پر شبہ نہیں کیا میں تو سمجھتا ہوں ان کی نیت بالکل صاف ہے۔ جناب والا! میں عرض کر رہا تھا، ہمارا عقیدہ ہے اور ہر مسلمان کا عقیدہ ہے کہ طاقت کا سرچشمہ اللہ ہے۔ اس وقت جو پارٹی یہ دعویٰ کرتی ہے کہ ان کی حکومت ہے جو کہ میں تسلیم نہیں کرتا۔ میں یہ کہتا ہوں کہ یہ مخلوط حکومت ہے کولیشن گورنمنٹ، لیکن وہ کہتے ہیں کہ طاقت کا سرچشمہ عوام ہیں اور اگر طاقت کا سرچشمہ عوام ہیں تو پھر عوام نے جو فیصلہ کیا ہے اور جمہوری طریقے کا یہی تقاضا ہے کہ اس فیصلے کو من وعن تسلیم کیا جائے اور وہ فیصلہ کیسے ہے میں اس کا تجزیہ کروں گا۔ سندھ میں پیپلز پارٹی کو ۱۶ نومبر کے انتخابات میں بہت زیادہ اکثریت حاصل ہوئی ہے مگر باقی صوبوں میں ان کو اکثریت حاصل نہیں ہوئی صوبہ سرحد میں ان کی ممبرشپ اتنی زیادہ نہیں ہے، بلوچستان میں وہ چار یا پانچ تھے پنجاب میں وہ اقلیت میں ہیں، گویا کہ ان کے کہنے کے مطابق سرچشمہ طاقت نے یہ فیصلہ کیا کہ فلاں

پارٹی کو ہم اتنے ووٹ دیتے ہیں اتنی ممبرشپ دیتے ہیں، پنجاب میں اتنا دیتے ہیں سندھ میں یہ دیتے ہیں صوبہ سرحد میں یہ دیتے ہیں، بلوچستان میں یہ دیتے ہیں تو اس طاقت کے فیصلے کو تسلیم کرنا کیا یہ جمہوری اصول کا تقاضا نہیں ہے۔ پھر ۲ دسمبر سے جناب محترمہ صاحبہ نے وزارت سنبھالی تو یہ اصول شاید انکو بھول گیا انہوں نے کوشش کیا شروع کی اس جمہوریت کو بحال کرنے کی جمہوریت کے پنپنے کے لئے جمہوریت کو زندہ جاوید بنانے کے لئے عوام کی خواہشات کی قدر کرنے کی نظر سے دوسروں کے تعاون سے یہاں اپنی حکومت تو بنا لی لیکن بلوچستان میں جو کچھ کیا یا کروایا اس پر میں اس ایوان کا زیادہ وقت نہیں لوں گا لیکن میں اتنا کہوں گا کہ یہ اسی روایت پر اسی نقش قدم پر چلنے کی ایک کوشش تھی جو کہ پہلے ان کے والد بزرگوار کے وقت میں قائم کی گئی تھی وہ یہی چاہتی تھیں کہ وہاں حکومت ڈسمس ہو تو شاید پھر فرنٹیر میں حکومت ان کے ساتھ تعاون کرنے کے لئے یا ان کی ہمدردی حاصل کرنے کے لئے وہ پیچھے ہٹ جائے۔ مگر اب کی بار ایسا نہیں ہوا۔ میں یہاں یہ عرض کروں گا کہ اپنی حکومت کو دوام بخشنے کے لئے اپنی کرسی کو مضبوط کرنا اور پھر خاص کر جو کرسی مضبوط ہو، جناب چیئرمین صاحب پھر لال کرسی مضبوط ہوتی ہے، جب کرسی مضبوط ہو یا مضبوط کرنا ہو تو یہ ہر ایک کی خواہش اور ہر ایک کا حق ہے میں اس سے انکار نہیں کروں گا اور موجودہ مخلوط حکومت کو یہ حق حاصل ہے، کہ وہ صوبوں میں بھی اپنی حکومت کو مضبوط کرے مگر مثبت طریقے سے، آئینی طریقے سے جمہوری طریقے سے اس سے ہٹ کر نہیں۔ بلوچستان میں کیا ڈرامہ کھیلا گیا۔ اس قوم کو کتنی شرمندگی ہوئی اس ملک کو کتنی خجالت کا سامنا کرنا پڑا۔ کہ ابھی بارہ تیرہ دن نہیں گزرے وہ جادو کا عاملہ تھا موسیٰ صاحب یہاں تھے اس کی عصا وہاں پہنچ گئی اور بلوچستان کی اسمبلی ڈسمس ہو گئی تو پھر ساری توجہ پنجاب کی طرف آئی جہاں پر غیر پیپلز پارٹی حکومت جس کو آئی جے آئی کہتے ہیں اس کے ساتھ جو سرد جنگ شروع ہوئی ہے یہ اس حکومت کا یا پیپلز پارٹی کا دوسرا کارنامہ ہے۔ پہلے انہوں نے اس طاقت کے سرچشمے کے فیصلے کا احترام نہ کرتے ہوئے ایسے اقدام کئے جس سے جمہوریت آگے بڑھنے کی بجائے پیچھے ہٹنا شروع ہو گئی۔

[Akhunzada Behrawar Saeed]

جناب والا! پنجاب میں جو سرد جنگ شروع ہوئی ہے اور روز بروز وہ آگے بڑھتی جا رہی ہے میں یہ نہیں سمجھتا کہ اس میں کیا "تک" ہے کہ ایک شخص جس کے سارے کپڑے مشرقی پاکستان کے خون سے رنگے ہوئے ہیں۔ جو ڈرامہ اس نے مشرقی پاکستان میں کھیلا، جس نے حکومت کو persuade کیا کہ یہ ڈرامہ کھیلنے سے، یہاں وہ حکومت قائم رہے گی۔ اور پھر جس کو ایک نوجوان نے اسی راولپنڈی میں بیس ہزار ووٹوں سے شکست دی، اس کو گورنر کیسے بنایا جا سکتا ہے، کیوں؟ عوام نے اس کو مسترد کر دیا۔ اس عوام نے، جس کا یہ دعویٰ کرتے ہیں وہ سرچشمہ طاقت ہے۔ اگر وہ عوام، واقعی سرچشمہ طاقت ہے اور یہ تسلیم کرتے ہیں تو پھر اُس جرنیل صاحب کا تقرر بطور گورنر، کوئی جمہوری اقدام نہیں ہے۔ کوئی اچھا اور صحیح فیصلہ نہیں ہے۔ یہ فیصلہ موجودہ حکومت کے حق میں نہیں ہے۔ یہ اس لئے کیا ہے کہ وہ وہاں جا کر وہ تناؤ پیدا کرے، ٹکراؤ پیدا کرے، جھگڑا پیدا کرے، جس سے ان کو ایک اور بہانہ مل جائے اور ایمرجنسی یا شکوک کا حوالہ دے کر یا اس کی پناہ لے کر اس حکومت کو بھی ڈسمس کریں۔۔۔۔ اس سلسلے میں، میں اتنا عرض کروں گا کہ یہ اتنا آسان بھی نہیں ہوگا اور یہ میں بصد ادب گذارش کروں گا کہ اس جماعت سے، اس حکومت سے کہ وہ ایک اور نادانی کا اقدام نہ کرے، جس دن پنجاب کی حکومت توڑ دی گئی۔ یہاں پھر کوئی بھی چین سے نہیں بیٹھے گا۔ اس ملک میں ہم سب کا حصہ ہے۔ اس ملک میں ہم سب کا حق ہے۔ ہم نے یہ ملک اس لئے حاصل نہیں کیا تھا کہ اس میں "جوڑ اور توڑ" اس میں "گھیراؤ اور اٹھاؤ" کی سیاست ہو، ہم نے یہ ملک اس لئے حاصل کیا تھا اور ان کے تعاون کے بغیر حاصل کیا تھا اور میں اس سے آگے بڑھ کر کہوں گا کہ کسی جماعت نے ہمارے ساتھ تعاون نہیں کیا تھا This is on accord مسلم لیگ نے حضرت قائد اعظم کی رہنمائی میں یہ ملک حاصل کیا تھا۔ جناب وہ قائد اعظم افسوس سے مجھے کہنا پڑتا ہے جس کی فوٹو اب کوئی محترمہ اپنے میز پر برداشت نہیں کرنا چاہتی۔ جس شخصیت نے یہ ملک حاصل کیا تھا، اس ملک کی وزیر اعظم بن کر اس شخصیت کی فوٹو کو برداشت نہیں کیا تھا، جب یہ صورتحال ہو تو پھر پاکستان کے لئے

جو نقشہ بنایا گیا تھا جو سکیم بنائی گئی تھی اس پر کیسے عمل درآمد ہو گا۔

جناب والا! میں گزارش کر رہا تھا کہ یہ ملک اس لئے نہیں بنایا گیا تھا کہ اس میں آئے دن حکومتیں بدلیں۔ میری اپنی ذاتی خواہش ہے کہ میری یہ تمنا اور دعا بھی ہے کہ اس ملک میں بجائے افراد کے ادارے مضبوط ہوں اور میں آخری آدمی ہونگا اگر کوئی یہ کوشش کرے کہ موجودہ حکومت، موجودہ مرکز کی مخلوط حکومت کو ناکام بنا دے یا اس کو توڑنے کا کوئی ذریعہ بنائے یا اس کو ہٹانے کے لئے کسی کو دعوت دے، ایسا نہیں ہونے دوں گا۔ ہم چاہتے ہیں کہ یہ حکومت رہے جب تک اس کو اس کے ساتھیوں کا اور جماعتوں کا تعاون حاصل ہے لیکن ساتھ ساتھ یہ گزارش کروں گا کہ ان کی پالیسیاں وہی ہونی چاہئیں جس مقصد کے لئے یہ پاکستان حاصل کیا گیا تھا۔

جناب والا! موجودہ حکومت جب برسر اقتدار آئی تو ان کے ایک کارنامے کا میں نے ذکر کیا ہے کہ بلوچستان میں جو کھیل کھیلا گیا، وہ قابل ستائش نہیں ہے، میں ان سے یہی کہوں گا کہ وزیر اعظم صاحبہ! اگر آپ اس سازش میں شریک تھیں تو بری بات ہے اگر آپ اس سازش میں شریک نہیں تھیں جیسے آپ فرماتی ہیں اور کوئی وجہ نہیں ہے کہ میں اس بات کو تسلیم نہ کروں آپ سچ فرماتی ہیں۔ لیکن اس کا ایک اور منطقی نتیجہ نکلتا ہے کہ کیا آپ حکومت سے اتنی ہی لاپرواہ ہیں۔ آپ کو حکومت کی اور اس ملک کی کوئی فکر ہی نہیں ہے۔ آپ اتنی مدہوش ہیں کہ بلوچستان جیسا اتنا عظیم صوبہ جس کی اپنی تاریخ اور اپنا جغرافیہ ہے اور اتنی اہمیت ہے اس کے بارے میں لاعلم ہیں اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں یہ کہوں گا کہ پاکستان کو جتنی اہمیت روس کے حملے کے بعد حاصل ہوئی ہے وہ بلوچستان کی وجہ سے ہوئی ہے اور اب بھی اس کی اہمیت ہے۔ اور یہ واضح ہے اور وہ ہے۔ اور وہ قائم رہے گی۔ ایسے صوبے میں ایسا اقدام صحیح نہیں تھا۔ اس لئے میں عرض کروں گا کہ ایسا کوئی اقدام، جس کو میں کہتا ہوں کہ دانشمندانہ نہیں ہے۔ کسی اور صوبے میں نہ کیا جائے یہ ان کے interest میں بھی نہیں ہے۔ ملک کے interest میں بھی نہیں ہے اور جس کو وہ سرچشمہ طاقت سمجھتے ہیں، انکے

[Akhunzada Behrawar Saeed]

interest میں بھی نہیں ہے۔

جناب والا! میں پھر یہ عرض کرنے کی کوشش کروں گا اور دوبارہ صوبہ سرحد کی طرف آؤں گا۔ اپنے صوبے کی طرف آؤں گا وہاں کیا پوزیشن تھی۔ جناب چیئرمین صاحب مجھے وہ بات یاد آتی ہے جب ایک لیڈر صاحب نے فرمایا تھا کہ سیاست میں کوئی چیز حرف آخر نہیں ہے۔ پتہ نہیں سیاست کو یہ سمجھتے ہوئے لوگ کہتے ہیں یا نہ سمجھتے ہوئے یہ کہتے ہیں لیکن میں کہتا ہوں کہ سیاست تو ایک پاک، ایک مقدس کاروبار ہے۔ یا ایک مقدس فریضہ ہے جس کے اپنے طریقے ہیں اپنے گر ہیں۔ اور ان طریقوں کے مطابق یہ کھیل کھیلا جاتا ہے۔ یہ کہنا کہ کل کا دشمن آج کا دوست ہوگا اور آج کا دوست کل کا دشمن ہوگا کم از کم میرے ذہن کے مطابق یہ کوئی اچھی مثال قائم کرنے کی کوشش نہیں ہے۔ جیسے محترم قاضی صاحب نے فرمایا تھا کہ ایک ایسی جماعت کے ساتھ مل کر حکومت بنائی جس کو الیکشن سے پہلے کیا کچھ نہیں کہا گیا۔ انہوں نے جلسوں کے دوران، جلوسوں کے دوران، اخبارات میں اس دور میں بھی جس کو کہ یہ عوامی حکومت، عوامی پارٹی کے عوامی لیڈر کا جمہوری دور کہتی ہے، حالانکہ اس وقت کے یہ صدر گرامی قدر فوجی وردی میں نہیں تھے، حالانکہ بن تو سکتے تھے، ان کے لئے کوئی مشکل بات تو نہیں تھی، صرف ایک آرڈر جاری کرتے کہ آج سے میں "جنرل" ہوگیا اور آج سے میں فیلڈ مارشل ہوگیا، اس لئے یہ جو سول مارشل لاء ہے یہ "ملٹری مارشل لاء" ہوگیا ہے، اس جماعت پر الزامات لگائے انہوں نے اس جماعت کے سربراہوں کو پکڑ کر حیدر آباد جیل میں بند کر دیا گیا اور ان پر ملک سے غداری کے الزام کے تحت مقدمہ چلایا، لندن پلان باہر آیا، اور جب وہ حکومت نہ رہی تو وہ لندن پلان ختم ہوگیا وہ لوگ باہر تشریف لے آئے۔ میں نے یہ سنا ہے کہ اس پارٹی کے سب سے بڑے ایک لیڈر فرمایا کرتے تھے جناب شہید جنرل ضیاء الحق کو کہ قبر ایک ہے مردے دو ہیں ــــ قبر ایک ہے مردے دو ہیں، مرضی ہے آپ کی خود اس میں لیٹتے ہیں یا کسی اور کو لٹاتے ہیں۔ اس کے سوا آپ کے لئے کوئی اور چارہ

نہیں ہے، آج ان کے وہ دوست ہیں، ان کو یہ دوستی مبارک ہو، مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ اگر یہ دوست ہو سکتے ہیں تو بن جائیں، کوئی فکر کی بات نہیں ہے، حکومت بنانے کے لئے جو بھی آپ کو حیلے بہانے ملتے ہیں، تلاش کیجئے، اس پر عمل کیجئے، حکومت آج ملی شاید پھر ہاتھ نہ آئے، انشاء اللہ اگر ہماری کوشش ہوئی تو پھر آپ کے ہاتھ نہیں آئے گی۔

جناب والا! جیسے انگریزی میں کہتے ہیں marriage of convenience مبارک ہو اب نیا نکاح خواں امریکہ سے آیا تھا؟ روس سے آیا تھا؟ ہندوستان سے آیا تھا یا یہ ابھی آیا ہے؟ جیسے میں solar's energy کہوں گا، میں عرض کر رہا تھا کہ وہاں پر حکومت بنائی ایسی حکومت بنائی اور یہ صرف اس لئے بنائی کہ یہاں پر اگر مسلم لیگ کی حکومت آئی یا جس کو میرے دوست آئی جے آئی کہتے ہیں، ان کی حکومت بن جائے تو افغانستان کے مسئلے کو مزید تقویت پہنچ جائے گی، میں سمجھتا ہوں کہ ایک تو اس پارٹی کی خواہش تھی کہ ان کی حکومت ہر صوبے میں بن جائے یہ نیچرل ہے اس پر مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے، میں پھر عرض کروں گا کہ مثبت طریقے سے آئینی طریقے سے قانونی اور اخلاقی طریقے سے۔ اسلامی طریقے سے آگے آئیں، لیکن اس کی دوسری چیز جو کہ میری نظر میں زیادہ اہمیت رکھتی ہے، اس لئے کہ یہ پارٹی جس کے ساتھ انہوں نے تعاون کیا ہے آزاد قبائل کو بھی ساتھ لے کر مسلسل پاکستان کی بھی مخالف رہی ہے، پاکستان بننے سے پہلے، بعد میں اور اب بھی، اور جب افغانستان کی جنگ شروع ہوئی اور اس سے پہلے میں کیا عرض کروں افغانستان میں جو کوئی بھی آیا، جس دن سے افغانستان نے ہماری اور اس مملکت کی مخالفت شروع کی ہے انکی ان کے ساتھ دوستی ہو گئی ہے، اور وہ بھائی بھائی ہیں۔

جناب چیئرمین! یہ عجیب بات ہے کہ کارمل، داؤد اور نجیب، وہ بھائی بھائی ہیں، لیکن بدقسمتی یہ ہے کہ ہم ورسعید اور وہ بھائی نہیں؟ حالانکہ ان کے ساتھ

[Akhunzada Behrawar Saeed]

رہتے ہیں ۔ ان کے غم میں شریک ہوتے ہیں ۔ ہم تو بھائی نہیں وہ بھائی ؟ وہ اسلئے بھائی کہ وہ اس ملک کے بد خواہ اور دشمن ہیں اور یہ جوڑ توڑ اس لئے ہوا یہ حکومت حقیقت میں اس لئے بنائی گئی کہ جو مجاہدین میرے صوبے میں رہتے ہیں انکو مزید تقویت نہ پہنچے اور پھر فیصلہ کیا ہوا جناب والا ! اگر یہ صحیح ہے حکومت اس کی تصدیق یا تردید کر سکتی ہے وزیر اعلےٰ تو پیپلز پارٹی کا ہو اور گورنر نیشنل عوامی پارٹی کا ہو ، اگر یہ درست ہے تو میرے وہاں دوست ہیں وہاں ملتے رہتے ہیں ہمارے تعلقات ہیں وہ اس کو صحیح کہتے ہیں کہ گورنر اسی پارٹی کا ہو گا ۔

جناب چیئرمین ! پنجاب کا گورنر وہاں کا ایک آئینی ہیڈ ہوتا ہے اس کے پاس کوئی محکمہ نہیں ہوتا یہی حالت سندھ کی ہے اور یہی حالت شاید بلوچستان کی ہے لیکن صوبہ سرحد کا گورنر قبائلی علاقے کے لئے صدر کا نمائندہ ہوتا ہے ، وزیر اعلےٰ کو قبائلی علاقے کے معاملات میں دخل دینے کا کوئی حق نہیں ہے ، گورنر اور صدر کا براہ راست رشتہ ہے اور ہمارے قبائلی اس میں ، میں یہ شک نہیں کروں گا کہ وہ پاکستان کے بڑے وفادار ہیں ۔ انہوں نے پاکستان کے لئے بڑی قربانیاں دیں وہ کسی سے کم محب وطن نہیں ہیں ۔ اگر اس پارٹی کا گورنر مقرر کیا گیا ۔ جو میں نے سنا ہے کہ بعد میں ان کو ہوش آیا ہے اور فروری تک ملتوی کر دیا ہے یہ اچھا ہے اس امید پہ کہ شاید افغانستان کا مسئلہ تب تک حل ہو جائے لیکن اگر نہ ہوا ، حالانکہ وہ مجھ سے اتفاق نہیں کریں گے تو انہیں گورنر کی اضافی ذمہ داری واپس لیکر وزیر اعلیٰ صاحب کو سونپ دینی چاہیئے یہ میرا خیال ہے after thought ہے اور بہتر thought ہے ۔ لیکن اتنا بڑا سودا صرف اس لئے کہ وہاں پر اسلامی جمہوری اتحاد کی حکومت نہ بن سکے ۔ یہ انکا اپنا ہی شاہکار ہے ۔ اس حکومت کا اپنا ہی کارنامہ ہے جو انہی کو سوجھتا ہے اور سجتا ہے ۔

جناب والا ! سندھ میں ان کو بھاری اکثریت حاصل ہوئی ہے مگر انہوں نے وہاں یہ مناسب سمجھا کہ مہاجر قومی موومنٹ کا تعاون حاصل کریں لیکن میں نہیں سمجھتا کہ مہاجر قومی موومنٹ

کی ۳۵ ڈیمانڈز جن میں بہت اہم مطالبات بھی شامل ہیں اس پر پیپلز پارٹی والے کیسے عمل کرینگے الیکشن کے بعد اخبارات میں جسطرح میں نے پڑھا ہے اور دوستوں نے بھی پڑھا ہے کہ سندھ میں علیٰحدگی پسند ختم ہو گئے جو ہندوؤں کے ہاتھوں میں کھیلتے ہیں جو جی ایم سید کے ساتھی تھے اگر یہ سچ ہے تو میں ماننے کے لئے تیار نہیں ہوں میں تو یہ کہوں گا کہ سندھ میں وہ ساری طاقتیں پیپلز پارٹی میں ضم ہو کر ایک محاذ بن گیا ہے۔ یہ ایک مقصد کے لئے ضم ہو گئے، وہ مقصد! خدا کرے ایسا نہ ہو۔ لیکن آثار اب نظر آ رہے ہیں، جو بعد میں عرض کروں گا، میری یہ دعا ہے کہ یہ شادی ان کو مبارک ہو یہ دیرپا ہو اور یہ شادی صوبہ سرحد میں بھی دیرپا ہو۔ لیکن میں دیکھتا ہوں کہ ان کے دن بڑے تھوڑے ہیں میرے خیال سے کم از کم وہ Judicial separation کی تیاری ہو رہی ہے۔

جناب عالی! میں چاہتا ہوں کہ اب یہ ادارے مضبوط ہوں۔ میری یہ خواہش اور تمنا ہے کہ اس وقت جو حکومت بنی ہے اس کو یہ ہمت ہو کہ وہ وہی وعدے پورے کرے جو عوام سے کئے ہوئے ہیں، اور وزیراعظم بننے کے بعد اب محترمہ یہ بھول جائے کہ وہ صرف پیپلز پارٹی کی ہے اس کو یہ ہمیشہ یاد رکھنا چاہیئے کہ وہ ہماری بھی وزیراعظم ہے، اس ملک میں ہم بھی ہیں، ہم بھی تسلیم کرتے ہیں کہ ہماری بھی وزیراعظم ہے، وہ بھی تسلیم کریں کہ ہم اس ملک میں ہیں، ہمارا بھی ریڈیو ٹی وی پہ حق ہے گو یہ کہتے ہیں کہ ہم نے ان کو آزاد کیا مگر جس آزادی سے وہ آزادانہ اسے استعمال کرتے ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ یہ ایک کارپوریشن ہے اس میں ہم دخل اندازی نہیں کرتے مگر جس طریقے سے کم از کم میں نے پاکستان کے ۴۱ سالہ تاریخ میں اور اس سے پہلے انگریزی دور کی تاریخ میں یہ نہیں دیکھا کہ بار بار ایک پارٹی کا ذکر کہ اس نے یہ کیا، وہ کیا، بھائی ٹھیک ہے پیپلز پارٹی کی مخلوط حکومت ہے، لیکن اتنا میں عرض کروں گا کہ

[Akhunzada Behrawar Saeed]

یہ دعویٰ کہ پیپلز پارٹی انہوں نے بنائی ہے، اس پر ذرا نظر ثانی کریں، یہ پارٹی پہلے بنائی گئی تھی کس نے بنائی تھی؟ یہ تاریخ کے ریکارڈ پر ہے اس وقت جناب عبدالغفار خان صاحب، جناب عبدالصمد اچکزئی صاحب اور جناب جی ایم سید نے ملکر پیپلز پارٹی بنائی، اسی پارٹی کو، یا اسی نام کو یا اسی کام کو پھر ریویو کیا گیا جو شاید ان کا پروگرام تھا۔ خدا کرے یہ میرا خیال صحیح نہ ہو، اس کو آگے بڑھانا شاید ان کے لئے بھی اچھا نہ ہو، اور ملک کے لئے بھی اچھا نہ ہو، تو جناب یہ کس طریقے سے اب ان کو استعمال کر رہے ہیں۔ میں حیران ہوں۔ جناب والا! میں کسی اخبار سے یا کسی اہل قلم سے مخاطب نہیں ہو رہا لیکن وہی اخبار، وہی ٹی وی، وہی ریڈیو، وہی قلم وہی زبان وہی چہرے جو ۲ دسمبر بلکہ ۱۷ اگست سے پہلے کچھ اور لکھتے تھے، اب وہی ان لوگوں کے متعلق جن کو میں ابھی بیان کروں گا۔ کچھ اور لکھتے ہیں ہو سکتا ہے اب جو کچھ وہ کہتے ہیں اگر یہ صحیح ہے تو پھر انہوں نے وہ غلط بیانی کی اور اگر وہ صحیح ہے تو پھر یہ غلط بیانی کرتے ہیں، یہ ہماری کتنی بدقسمتی ہے، جناب والا! کہ خوشامد ہی خوشامد ہو رہی ہے وہی بات کہ جس طرف ہوا کا رخ ہو اس طرف ہی جانا چاہیئے،

جناب والا! اب میں اس حکومت کے دوسرے کارنامے کا ذکر کروں گا ان ۷۰، ۸۰، ۹۰ دنوں میں انہوں نے جو نوازشات کی ہیں، وہ ہے قیدیوں کی رہائی، کوئی اختلاف نہیں کرے گا کہ سیاسی قیدیوں کی رہائی نہ ہو، بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ جمہوری حکومت، اپنی حکومت، قومی حکومت وہ ہوتی ہے جس میں کوئی سیاسی قیدی نہ ہو۔ ہر ایک کو یہ حق حاصل ہو کہ وہ حکومت کے ساتھ اگر اختلاف کرنا چاہے تو اختلاف کرے۔ آزادانہ طور پر کرے۔ اس پر قطعاً کوئی پابندی نہ ہو لیکن جناب والا! میں نے تو یہ مغل دور کے متعلق بھی نہیں پڑھا کہ ایک فرمان جاری ہوتا ہے اور پھر کہا جاتا ہے کہ میرا جی تو چاہتا ہے کہ میں جیل کے دروازے کھول دوں، اسے توڑ دوں، کھول دیجئے، توڑ دیجئے، کس نے آپکو منع کیا لیکن اس جیل کے دروازے جس میں ضمیر کے قیدی ہوں، اخلاق کے قیدی نہ ہوں، میں اتنا ہی عرض کر دوں جناب کہ اب بھی وہ نقشہ میرے

سامنے آتا ہے جب پشاور ائرپورٹ پر مجید رحیم شہید کی بیوہ بلک بلک کر رو رہی تھی۔ اس کا خاوند کابل میں اغوا شدہ جہاز میں گولیوں سے چھلنی کر کے لاتیں مار مار کر باہر پھینکا گیا تھا اس کے چھوٹے چھوٹے بچے تھے اور وہ یہی کہتی رہی کہ میں ان بچوں کو کہاں لے جاؤں، کیا اس کے قاتل، اس جہاز کے اغوا کنندگان جن کے ایما پر یہ ہوا وہ سب ضمیر کے قیدی ہیں۔ ضمیر صاحب لکھتے ہیں، ضمیر کے قیدی ہیں کیا یہ ضمیر کے قیدی لکھنے والے اہل قلم یہ سوچتے ہیں کہ اس بیوہ کے دل پر کیا گزری ہے۔ ان یتیموں کے دل پر کیا گزری ہے اور پھر اس طرح اور بھی بڑے واقعات ہیں جن کی تفصیل میں اگر میں جاؤں تو جناب آپ مجھے اجازت نہیں دیں گے اگر اتنی سستی شہرت کی خواہش تھی تو کوئی منع نہیں کرتا۔ یہ کوئی اتنا بڑا کارنامہ نہیں ہے قیدی کو چھوڑنا اتنا بڑا کارنامہ نہیں ہے اس کیلئے آپ کوئی کمیشن بناتے، کوئی کمیٹی قائم کرتے اس کو حکم دیتے، فرمان جاری کرتے کہ آپ ۷ دن کے اندر، آپ ایک گھنٹے کے اندر، ۲۴ گھنٹوں کے اندر، اتنی میعاد میں یہ دیکھ لیں کہ کون واقعی سیاسی قیدی ہے اور کون سیاسی قیدی نہیں ہے جو سیاسی قیدی ہے، بسم اللہ، اس کو رہا کیجئے اور جو سیاسی قیدی نہیں اخلاقی قیدی ہے تو اسکو رہنے دیجئے، ابھی جیل کا دروازہ نہ توڑیں، آپ کو بھی اس کی ضرورت پڑے گی، پیپلز پارٹی والے میرے دوست یہاں بیٹھے ہوئے ہیں ان کو بھی ضرورت پڑے گی اور شاید اس دروازے سے خدانخواستہ ہم بھی بادل ناخواستہ اندر دھکیلے جائیں۔ کوئی بات نہیں ایسا پہلے بھی ہوا ہے، ہم پھر بھی تیار ہیں۔ ہمیں خوشی ہوگی، تحریک پاکستان میں بھی ہم جیل گئے اور بعد میں بھی جب موقع آیا اندر گئے اب بھی ہم تیار ہیں لیکن ہم واقعی ضمیر کے قیدی ہوں گے لیکن وہ تو ضمیر کے قیدی نہیں تھے وہ تو کسی اور جرم کے قیدی تھے۔ زنجیر کے ضرور تھے یہ ایک اور دوسرا کارنامہ ہے، میں اپنے پیپلز پارٹی کے دوستوں سے یہ عرض کروں گا ذرا سوچئے جو قتل کیا گیا جو مقتول ہے اس کے خاندان کے افراد کے اوپر کیا اثر ہوگا۔ اس کی حالت یا دیکھئے اس کی دوسری سائیڈ پر دیکھئے اگر آپ اس پر خوش ہوتے ہیں کہ ایف ایس ایف کی بجائے آپ کو دوسرے ممالک میں ٹرینڈ گوریلے یہاں اس صورت میں مل گئے کہ آپ نے ان کو جیل کا دروازہ کھول کے جیل کا دروازہ توڑ کے باہر کر دیا۔ تاکہ یہ آپ کا ساتھ دیں ضرور دیں گے کیوں ساتھ نہیں دیں گے جناب وہ تو ایسی پناہ چاہتے ہیں ایسی سرپرستی کے لئے تو وہ ترستے ہیں

[Akhunzada Behrawar Saeed]

پتہ نہیں کیسے بیرون ملک سے یعنی افغانستان سے یہاں آئے کیا ان کے سرپرست یہاں تھے اب تو یہ سوال پیدا ہوگا کہ جب وہ باہر سے آتے رہے تو ان کی سرپرستی کون کرتا رہا یہ ایک بڑا سوال ہے اخبار والے اس پر تبصرہ فرمائیں کہ ان لوگوں کے سرپرست کون تھے یا کون ثابت ہوئے۔ کس کے حکم سے یہ باہر آئے جناب مجھے بڑے دکھ کے ساتھ ایک تیسرے مسئلے کا ذکر کرنا پڑتا ہے اور جو توقعات کم از کم مجھے تھیں ان کو ٹھیس پہنچی ہے کیونکہ جب پالیسی موجودہ حکومت نے تشکیل دی ہے جس پر عملدرآمد ہو رہا ہے اگر کوئی پالیسی ہے اگر پالیسی نہیں ہے محض ان کی خواہشات ہیں پس تو یہ کہوں گا کہ انہوں نے معاہدہ کرکے حکومت حاصل کی ہے، برا نہیں کیا، چلو اگر سرچشمہ طاقت نے ان کو حکومت نہیں دی یا اتنی طاقت نہیں دی کہ وہ اس سے حکومت بنا سکیں تو چلو ریموٹ کنٹرول سے معاہدہ کر لو، ہو گیا بھئی، اب بن گئے ہو تو مزید آگے نہ بڑھیئے لیکن میں دیکھتا ہوں جناب والا! (۱) پھر میں کہوں گا کہ بلوچستان کی اسمبلی کا توڑا جانا ایک ایسی حرکت ہے جس سے یہ اخذ کرنا لازمی ہوتا ہے کہ گرم پانیوں تک پہنچنے کی خواہشمند طاقت کا اس میں ضرور ہاتھ ہے، پھر جس کو عظیم پڑوسی کہتے ہیں، عظیم پڑوسی تو ہمارا ایک ہے جس کو ہم چین کہتے ہیں، لیکن جس کو عظیم پڑوسی کہے بغیر ان کو چین نہیں آتا چلو وہ ہی سہی، ہندوستان کا بھی اس میں اشارہ شامل ہو سکتا ہے اور ریاستہائے متحدہ امریکہ کا اشارہ بھی ہمارا ایک عظیم لیڈر ان کا سفیر جو کہ ہم سے بھی آگے بڑھا ہوا ہے جو کہ پیپلز پارٹی کے رہنماؤں سے بھی آگے بڑھا ہوا ہے جتنی لمبی لمبی تقاریر وہ فرماتے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ ہم واقعی امریکہ کی ۵۲ ویں یا ۵۰ ویں سٹیٹ بن گئے ہیں اگر ہم بن گئے ہیں تو خوشی کی بات ہے۔ ہمیں بتائیے؟ اگر یہ معاہدہ آپ لوگوں نے کیا ہے تو بڑا اچھا کیا ہے۔ بھئی کب تک ہم قرضے لیتے رہیں گے کب ہم یہ منتیں کرتے رہیں گے کب تک ہم سولارز کی خوشامد کرتے رہیں گے اگر آپ نے کیا ہے تو ٹھیک ہے۔ سولارز، سولارز چونکہ یہ نام مجھے برا لگتا ہے اس لئے بھول جاتا ہوں۔

جناب عالی! میں گزارش کروں گا ان تینوں طاقتوں کو خوش کرنے کے لئے یہ پہلا قدم تھا اب ان کو خوش کرنے کے لئے دوسرا قدم پنجاب پر وار کرنا ہے۔ تیسرا قدم ان کا پھر افغانستان کی پالیسی میں تبدیلی کی کوشش کرنا ہے۔ میں یہ نہیں سمجھتا کہ ہندوستان جس کو یہ میرے دوست جانتے ہیں کہ وہ ہمارا ازلی دشمن ہے سارک کانفرنس میں آنے سے وہ ہمارا مقتدر مہمان بن گیا اور وہ پھر اس قدر مقتدر مہمان بن گیا کہ دیگر سربراہان

مملکت یا سربراہان حکومت جوان کے علاوہ پانچ تھے ان کو تو گنتی میں ہی نہیں لیا گیا ان کی طرف توجہ نہیں کیا جناب میں پھر یہ بات کہوں گا کہ سربراہ کانفرنس کی چیئرمین شپ اگر شہید ضیاءالحق زندہ ہوتے تو اس کے حصے میں آتی مگر قدرت کو ایسا منظور نہیں تھا اور شاید اس لئے منظور نہیں تھا کہ قدرت نے ہمیں یہ دکھانا تھا کہ اس پارٹی سے آپ نے جو توقعات وابستہ کی ہیں وہ ایک غلطی ہے ۔ اس کی ایک تو کوشش یہ ہے کہ حکومت جس طرح سے بھی حاصل کی وہ کامیاب ہو۔ معاہدہ کیا ٹھیک کیا ہے اگر فوج سے معاہدہ کیا صحیح کیا۔ امریکہ سے معاہدہ کیا صحیح کیا۔ ہندوؤں کی طاقت کے بغیر آپ کی حکومت بن نہیں سکتی تھی لیکن اس سے آگے بڑھنا قومی مفاد کے ساتھ ٹکرانا ہے وہاں تو آپ کا مفاد ہے آپ کی جماعت کا مفاد ہے آپ کی ذاتی خواہش ہے لیکن آگے بڑھنا مناسب نہیں ہے مگر سارک کانفرنس میں ہم کیا دیکھتے ہیں اس کے جو اوائل ڈاکومنٹس ہیں جب ہم ان پر نظر ڈالتے ہیں تو یہ صحیح ہے کہ اس میں کسی تنازعہ کو ختم کرنے کے لئے کوئی گنجائش نہیں ہے مگر اس کا مطلب یہ بھی نہیں ہے اگر آپ چاہتے ہیں کہ ان ممالک میں امن ہو، صلح و آشتی ہو، تعلقات اچھے ہوں، اس طرح تو نہیں ہو تا کہ آپ ان مسائل سے دستبردار ہو جائیں۔ آپ ذکر تو کیجئے کہ بھائی ہم آپ کے ساتھ تعلقات خوشگوار کرنے کے لئے تیار ہیں آپ ہمارے پڑوسی ہیں اور اسلام میں پڑوسی کے بڑے حقوق ہوتے ہیں ہم ان کو نبھانے کے لئے اپنی جانب سے تیار ہیں مگر ہمارے مابین یہ جھگڑا ہے اس کو حل کرنا چاہیئے اتنا تو کہتے کوئی بری بات تو نہیں تھی شاید میرے لئے بری بات نہ ہو ان کے لئے بری بات سے بھی آگے ہو۔ جناب جب وہاں تین سربراہان مملکت کی طرف سے جناب شہید جنرل صاحب کا ذکر آتا ہے تو ہماری وزیر اعظم کو بڑا دکھ ہوا۔ ان باتوں سے پچھلی تاریخ تازہ ہو گئی وہ چیزیں جو کہی جاتی تھیں ۔ ان کا ملتا ہے میں عرض کرتا ہوں مہمان نوازی کیلئے مہمان کی دلجوئی کی جاتی ہے مگر یہ کہنا کہ اندرا گاندھی نے کتنی خدمات کیں بڑی خدمات کیں ۔ میں بھی اس کا اعتراف کرتا ہوں جناب مجیب صاحب نے کتنے کارنامے سرانجام دیئے یہ دونوں کردار کون تھے سب جانتے ہیں ۔ پاکستانی سب جانتے ہیں اور اخبار والے تو خاص کر جانتے ہیں یہ وہ کردار تھے جنہوں نے پاکستان کو دولخت کیا اس میں ان کی تعریف کی ضرورت کس طرح سے تھی یہ مسئلہ کم از کم

[Akhunzada Behrawar Saeed]

جواب طلب ہے میں سمجھتا ہوں اس کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ اس لئے یہ تردید کرنا چونکہ تین سربراہان مملکت نے مرحوم شہید جنرل صاحب کا نام لیا ان کی تعریف کی اس واسطے ان کے نام بھی لئے جائیں جنہوں نے پاکستان کو توڑا۔ یہ اچھا اقدام نہیں ہے اس حکومت کے لئے اچھا شگون نہیں ہے۔ اس پالیسی پر گامزن رہنا دیرپا رہنے کی نشاندہی نہیں ہے۔ جناب چیئرمین صاحب! ان دونوں کا ذکر ایسے موقع پر کرنا۔۔۔ اس وقت جو بیانات آتے تھے جو اقدامات ہوئے تھے جو اشارے ہوتے تھے ہم تو انشاءاللہ زندہ تاریخ میں جب انتخابات ۷۰ء میں ہوئے تو ان کے نتائج کو تسلیم نہیں کیا گیا جب قومی اسمبلی کا اجلاس ڈھاکہ میں طلب کیا گیا تو کہا گیا کہ جس نے وہاں جانے کی جسارت کی اس کی ٹانگیں توڑ دیں گے حکم نامہ جاری کیا گیا "ادھر تم ادھر ہم" کی باتیں ہونے لگیں دو آئینوں کی باتیں ہونے لگیں اور پھر جو ٹکا خان تھا میں کہتا ہوں اس کو ٹیکہ لگا کر اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دو کہ اس نے اس وقت جو کارنامہ کر دکھایا۔

پھر جناب عالی! پولینڈ کی جو قرارداد تھی اسے کس طرح سے پھاڑا گیا اور کیوں پھاڑا گیا۔

(مداخلت)

Syed Iftikhar Hussain Gillani: I am sorry Mr. Chairman, to interrupt but I have no intention to do so. I believe, many honourable members of this august House would like to speak on the subject. I just very respectfully through the Chair remind the honourable member about the resolution that is being discussed that "this House may discuss the political situation in the country after the November, 1988 elections and the induction of new Government." So, going back as far as 1935 and 1945, I have no objection to that but I believe the time of this august and honourable House is not being utilized as it should be. So, I will request you Sir, that we should confine ourselves to the resolution.

جناب ڈپٹی چیئرمین: میں بہرہ ور صاحب کو interrupt نہیں کرنا چاہتا تھا گزارش یہی ہے کہ ایک تو period specific کیلئے خود کو confine کریں اور ٹائم کا بھی خیال کریں چیئر کو تو کوئی اعتراض نہیں ہے۔ آپ سب نے ہی بولنا ہے۔ ہم نے تو بیٹھے رہنا ہے۔ اگر خونزادہ صاحب confine کریں تو بہتر ہے۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید: میں یہ عرض کروں گا اور پھر وہی الفاظ دہراؤں گا جو میں نے سابقہ چیئرمین سے کہے تھے۔ ۲۹ مئی کے ایکشن پر جب میں تقریر کر رہا تھا انہوں نے بھی ہی حکم دیا تھا جو آپ نے فرمایا ہیں حکم عدولی کرنے کی کوشش نہیں کروں گا ہی میں نے ان سے عرض کیا تھا اور آپ سے بھی عرض کروں گا جناب عالی ہم جو ہیں۔ یہں ہوا۔ منٹو صاحب جو ہیں محمد علی صاحب جو ہیں ہم تو چراغ سحری ہیں نہ جانے کب باد نسیم چلے گی اور یہ چراغ گل ہو جائیں گے بولنے دیجئے۔ جناب والا! بولنے دیجئے اور یہ جو میں ذکر کر رہا ہوں سارک کانفرنس اس حکومت کے وقت میں ہوئی ہے اس کانفرنس میں جو دو کرداروں کی تعریف کی گئی ہے میں تیسرے کردار کا ذکر کر رہا ہوں اور میں تاریخ کی طرف اشارہ کر رہا ہوں اگر میرے نوجوان دوست جو میرے بڑے اچھے دوست ہیں میرے عزیز ہیں میرے colleage ہیں ان کو اس پر اعتراض ہو تو میرے خیال میں ذرا برداشت کریں۔ وہ قرارداد جب پھاڑی گئی تو اس کے ساتھ آنسو بھی بہہ گئے اور اس کا نتیجہ یہ ہوا۔۔۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: محمد علی خان صاحب نے آپ کو اور پوائنٹ دے دیا تب تو بات اور بھی لمبی چلے گی۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید: شکریہ! یہ میرے لیڈر ہیں میرے قبیلے کے خان ہیں، ہم تو ان کے رحم و کرم پر ہیں جناب والا! گیلانی صاحب اچھے آدمی ہیں۔ ناراض نہیں ہوتے مجھے پتہ ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: وہ تو ناراض نہیں ہوتے ہمارے ہاؤس کے باقی سب ممبران کو جلدی ہے۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید: ہاؤس کا sense یہ ہے کہ میں بولتا رہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: تو پھر میں آپ کو اپنی لسٹ دکھاؤں۔ لسٹ میں ۱۸ ممبران ہیں اور ہر ایک نے request کی ہے کہ مجھے جلدی بولنا ہے کیونکہ مجھے جلدی جانا ہے۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید: آپ ماشاءاللہ جوان ہیں انتظار کر سکتے ہیں۔ بہت انتظار کر سکتے ہیں آپ ذرا حوصلہ رکھیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: مجھ میں حوصلہ ہے لیکن میرے پاس چٹیں آرہی ہیں کہ مجھے بولنے دیجئے مجھے جانا ہے۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید : جناب والا! میں جانتا ہوں کہ آپ بھی جوان ہیں وہ بھی جوان ہیں۔ ابھی تو آپ جوان ہیں جناب میں گزارش کر رہا تھا میں زیادہ وقت نہیں لوں گا اگر میں کچھ زیادہ وقت لے لوں تو اس کی میں معذرت کروں گا خاص کر اپنے دوست گیلانی صاحب سے۔ گیلانی صاحب جانتے ہیں کہ ان کے لئے میرے پاس ایک اور دوست بھی ہیں مگر میں کچھ۔۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : صرف گیلانی صاحب نہیں ہیں اخونزادہ صاحب آپ کے اور دوست بھی بڑے بے چین ہو رہے ہیں جن میں بڑے بزرگ حضرات بھی شامل ہیں۔

(مداخلت)

اخونزادہ بہرہ ور سعید : یہ ہے جناب ہاؤس اور یہی ہے Sense of the House

Mr. Deputy Chairman: Mr. Bashir Ahmad on point of order.

Mr. Bashir Ahmad Matta: Rule 200 states clearly:

"The subject matter of every speech shall be relevant to the matter before the Senate".

And then in the sub-rule (g) :

"A member while speaking shall not unnecessarily cast reflection on the conduct of any person who cannot defend himself before the Senate ".

I think, the hourable member has cast many reflections about members, about persons even who are dead and who cannot, in any way, defend themselves before the Senate.

Mr. Deputy Chairman: Thank you. Akhunzada Behrawar Saeed.

Akhunzada Behrawar Saeed: Sir, in answer to my friend unnecessary. . . *(Interruptions)*

جناب ڈپٹی چیئرمین: بہرہ ور سعید صاحب! میرے خیال میں آپ اپنی تقریر جاری رکھیں۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید: میں نے تو صرف تاریخ بیان کی ہے اگر تاریخ کے بیان سے ان کو دکھ ہوتا ہے تو جناب وہ آپ کی اور ہماری تاریخ ہے۔۔۔

Mr. Deputy Chairman: Mr. Bashir Ahmad Matta on Point of Order.

Mr. Bashir Ahmad Matta: Sir, there are always many interpretations about history and I think we are not to learn about his interpretation of history. I think, we should confine in the Senate to our speech on specific issues. History can be discussed outside also.

Mr. Deputy Chairman: Right. Thank you.

Akhunzada Behrawar Saeed.

اخونزادہ بہرہ ور سعید: جناب والا! جب ان کو موقع ملے گا اور وہ بولیں گے تو اس تاریخ کی اپنی Interpretation پیش کر سکتے ہیں۔ میں یہ بڑے حوصلے سے سنوں گا۔ لیکن میں عرض ضرور کروں گا۔۔۔

(مداخلت)

میر اعجاز علی خان جتوئی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: اعجاز علی جتوئی صاحب! پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہیں۔

میر اعجاز علی خان جتوئی: جناب والا! مجھے ان کی تقریر سے کوئی اختلاف نہیں ہے، وہ اگر سارا دن بولیں تو پھر بھی ہمیں کوئی اعتراض نہیں لیکن پھر بھی کم از کم ایک ٹائم لمٹ تو مقرر کریں کہ ایک سپیکر کتنے وقت کے لئے بول سکتا ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جتوئی صاحب، میں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ یہ بھی Chair پر منحصر ہے۔ آپ جس طرح سے decide کرنا چاہیں کر لیں کیونکہ House کو کوئی اعتراض نہیں ہے۔ گزارش ہے کہ اگر Rules and Regulations کو مدنظر رکھا جائے تو بہتر ہے۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید: جناب والا! میں عرض کروں گا کہ اسی موضوع پر بحث کے لئے یہ سپیشل سیشن بلایا گیا ہے اور اگر جناب جتوئی صاحب وقت محدود کرنا چاہتے ہیں تو میری تقریر کے بعد محدود کر لیجئے۔ مجھے کیا ہے۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں۔

جناب والا! میں کسی کی شان کے خلاف کوئی ایسی بات نہیں کروں گا اور نہ ہی میرا ایسے لوگوں کی بے عزتی کرنا مقصد ہے میں صرف تاریخ بیان کرتا ہوں، ہو سکتا ہے کہ ان کے نزدیک اس کی interpretation اور ہو میرے دوست چاہیں تو اس کی کسی اور طریقے سے interpretation کر سکتے ہیں۔ ہم سنیں گے۔

جناب والا! میں گزارش کر رہا تھا کہ اس قرارداد کے پھاڑنے کے بعد کیا ہوا۔ آپ نے بھی دیکھا اور ہم نے بھی دیکھا، مشرقی پاکستان ہم سے کٹ گیا، کس کردار سے؟ اس کردار سے جس کی تعریف سارک کانفرنس میں ہماری محترمہ وزیراعظم صاحبہ نے بڑے اچھے الفاظ میں کی ہے۔ اندرا گاندھی... جو مشرقی پاکستان کی قاتل ہے۔ مجیب الرحمٰن... جو پاکستان کے غدار تھے ان کی تعریف پاکستان میں آ کر بھارت کا وزیراعظم کرے یہ دکھ کی بات ہے، افسوس کی بات ہے، لیکن ان کی مرضی ہے، انہوں نے یہ صحیح سمجھا ہوگا۔ انہوں نے یہ کیا، اس پر میں یہ ہی کہوں گا کہ یہ صحیح نہیں کیا۔

جناب والا! اس کے بعد تین agreements ہوتے ہیں۔ میں پھر کہوں گا کہ شہید جنرل صاحب نے کتنی کوشش کی، کتنے معاہدے کرنے کی پیش کش کی، ان کو ٹھکرایا گیا۔ کیوں ٹھکرایا گیا اور پھر اپنے ساتھ مسودے تیار کر کے لائے گئے۔ ان پر دستخط ہو گئے۔ کیوں۔ کیا رجحان ہے۔ کیا فرق پڑا۔ کیا تبدیلی آئی ... کیا وہ شہید پاکستانی تھے؟ اور یہ محترمہ پاکستانی نہیں ہے..؟ پاکستانی ہے پاکستان کی وزیراعظم ہے، ان کو بھی پاکستان کے مفادات اتنے ہی عزیز ہونے چاہئیں جتنے شہید جنرل صاحب کو تھے جتنے مجھے ہیں اور جتنے میرے گیلانی صاحب کو ہیں۔ جناب والا! پھر اس کے بعد عرض کرتا ہوں کہ وہ کشمیر کا کس انداز سے جواب دیتے ہیں۔ اندرا گاندھی کا راجیو نواسہ ہے یا پوتا...؟ ہم تو اسے پشتو میں "نمسی" کہتے ہیں... وہ یہ کہتا ہے کہ وہاں تو

چاردفعہ Referendum ہو چکا ہے وہاں استصواب رائے ہو گیا ہے۔ اس واسطے اس کشمیر کا تو فیصلہ ہو گیا اور یہاں خوشی ہوئی "کھانسی ہوئی" کہ چلو اس کا فیصلہ ہو گیا، جان بھی سو لاکھوں پائے، جھگڑا تو اب ان کی نظر میں اس کشمیر کا ہے۔ جس کے سردار عبدالقیوم صاحب، سردار ہیں۔

جناب والا! اگر آپ نے ہندوستان کے ساتھ تعلقات خوشگوار بنانے ہیں تو ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ یہ ہمارے پڑوسی ہیں۔ لیکن یہ بات ذہن میں ہمیشہ تازہ رکھنی چاہیئے کہ ان کے ساتھ ہمارے جتنے تنازعات ہیں، ہم چاہتے ہیں کہ ان کا امن سے، صلح سے، آشتی سے فیصلہ ہو، کشمیر کا معاملہ نمبر ایک ہے۔ اگر ان کے نزدیک کشمیر ان کا اٹوٹ انگ ہے تو میرے قائد کے الفاظ میں وہ پاکستان کی شہ رگ ہے۔ اپنے قائد کے یہ الفاظ میرے دماغ میں ہر وقت گونجتے ہیں اور ہر پاکستانی کے دماغ میں یہ گونجنے چاہئیں۔ چاہے وہ یہاں سینیٹر ہے یا مزدور ہے، چاہے کوئی وزیر اعظم کی کرسی پر بیٹھا ہوا ہے۔ اگر وہ ایسا نہیں کرتے تو اس کو پھر اس کرسی پر بیٹھنے کا حق نہیں ہے۔

اس کے علاوہ جناب والا! جوناگڑھ کا مسئلہ ہے اس پر انہوں نے کیسے یلغار کی۔۔ مناور کا مسئلہ ہے حضور والا، پانی کا مسئلہ ہے حضور والا، پھر خاص کر ان مسلمانوں کا مسئلہ ہے جس پر نہرو لیاقت پیکٹ ہوا۔ اس کا تو ذکر نہیں ہوتا ہے جو آئے دن وہاں مسلمانوں کے خون کے ساتھ ہولی کھیلی جاتی ہے اس کا مسئلہ تو نہیں اٹھایا جاتا یہی کوشش کریں گے کہ شملہ معاہدہ پر بات ہو یہ ٹھیک ہے کہ شملہ معاہدہ اچھا معاہدہ ہے برا معاہدہ نہیں ہے۔ کم از کم تاشقند ڈیکلیریشن سے بہت بہتر ہے لیکن وہاں تو محدود کیا گیا ہے معاملات کو صرف ایک cease fire line کو چھوڑ کر دوسرا control line میں لایا گیا ہے اور پھر اس کے بعد جو بھی تنازعات ہوں آخری کلاز شملہ کانفرنس کی ہے the recognized position

recognized position کیا ہے؟ یہی جو یہ کہتے ہیں ہمارے چار استصواب رائے ہو گئے ہیں، اس واسطے جو کشمیر ہمارے پاس ہے اس کے متعلق استصواب رائے ہو گیا ہے۔

This is their recognized position. Are we going to recognize it?

[Akhunzada Behrawar Saeed]

فدا شملہ معاہدہ کو پڑھنا چاہیئے۔ اسے پڑھنے کی ضرورت ہے اگر میرے گورنمنٹ کے بنچوں پر بیٹھنے والے کچھ دوستوں کے پاس نہیں ہے تو میں اسے ادھار دے سکتا ہوں میرے پاس ہے۔

جناب والا! یہ مسئلے ہیں، پھر سیاچین کا مسئلہ ہے، جو کہ شہ رگ کے قریب رگ ہے جس کا مجھے نام نہیں آتا ہے، یہ وہی رگ ہے۔ اگر ہمارا سمندری راستہ بند ہو تو چین کے ساتھ ہمارا جو خشکی کا راستہ ہے وہ یہی ہے۔ اس طرح کے یہ مسائل ہیں یہ سب مسائل طے ہونے چاہئیں اور یہ honourably طے ہونے چاہیئں نمبر ایک مسئلہ صرف اور صرف اقوام متحدہ کی قرارداد کی رو سے حل ہو۔ استصواب رائے اور دوسرے مسائل بھی Independence Act of India کے مطابق جو Instrument of Accession سے منسلک ہے۔ جو ریاستیں ہمارے ساتھ الحاق کر چکی ہیں وہ ہمارا حصہ ہیں۔ اس پر compromise نہیں ہو سکتا۔ اگر وہ اس چیز کو حل کرنا چاہتے ہیں اور حل کرتے ہیں تو چشم روشن دل ماشاد۔ اگر نہیں ہو سکتا تو یہ سوچنا کہ ہندوستان کے ساتھ اچھے تعلقات ہو سکتے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ اپنے آپ کو دھوکہ دینے کے مترادف ہے۔ ہمیں اپنے آپ کو دھوکہ نہیں دینا چاہیئے۔

جناب! میں یہ کہوں گا کہ ہماری جو افغان پالیسی ہے وہ اتنی دور اندیشانہ پالیسی ہے کہ اگر ہم اس سائیڈ سے safe ہو جاتے ہیں اور افغانستان میں ایک ایسی حکومت بن جاتی ہے جو پاکستان کے حق میں ہو تو ہماری فوج یہاں سے فارغ ہو جاتی ہے اور انشاءاللہ ہمارے یہ نوجوان یہ یاد رکھیں گے کہ ہندو کے ساتھ ہم نپٹیں گے یہ تو ہزار سال تک لڑنے کا اعلان کرتے تھے ہماری کوشش ہو گی کہ ہزار سال تو زیادہ ہیں ہم جلد ہی اپنا حق حاصل کریں گے اس پر تو ہمارا حق ہے ہندوؤں کی کب ہندوستان میں حکومت تھی؟ یہاں تو مسلمان رہے ہیں یہ چیز ان کے دلوں میں کھٹکتی ہے۔ حضور والا! یہ کشمیر کا مسئلہ نہ چھیڑنا سہو نہیں ہے اس کو عملاً نہیں چھیڑا گیا۔ یہ اس حکومت کے لئے نیک شگون نہیں ہے۔ جناب والا! دوست بڑے ناراض ہوتے ہیں، میں اس وقت تیسرے کردار کی طرف جو اس وقت ہماری حکومت محترمہ وزیراعظم صاحبہ ہے کی ساری توجہ جس طرف مبذول کراؤں گا وہ ہے ریاست ہائے متحدہ امریکہ۔ میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ ان کی مرضی کی بڑی اہمیت ہے اور اس کا سفیر جو یہاں کرتا ہے اس کو چھٹی ہے۔ جو چاہے وہ کرے

اور جس سے چاہے ملاقات کرے۔ جس طرح سے ہندوستان کے وزیر اعظم صاحب تشریف لائے تھے ان کے سفیر بھی گئے ہمارے صوبے میں ملاقاتیں کیں کوئی بات نہیں ٹھیک ہے کرنے دیں جب ہماری باری آئے گی تو انشاء اللہ ہم گن گن کر حساب لیں گے یہ کہیں بھی ہوں ہم لیں گے۔

جناب والا! میں عرض کر رہا تھا کہ اوکلے جب O.K. کہے تو تب تو سب کچھ O.K. ہے ٹھیک ہے یہ سب تحریک انتخابی مہم سے شروع ہو کر آخر تک ہنود اور یہود لابی کر رہی ہے جس میں سولارز main ایکٹر تھا۔ وہ یہاں تشریف لائے اور جس طرح سے ان کو اعزازات دیئے گئے احترام کیا گیا وہ میرے خیال سے ہیڈ آف دی سٹیٹ سے بھی زیادہ تھا۔ میری نظر میں جبکہ وہ اس کے مستحق نہیں تھے۔ اس لئے جس طرح سے قاضی صاحب نے فرمایا کہ وہ تو وہاں اسرائیل کا نمائندہ بیٹھا ہوا ہے۔ ہمیں اچھی طرح یاد ہے کہ اس کے انتخاب کے لئے ہندوستان میں چندہ اکٹھا کیا گیا تھا کیوں کیا؟ کیا وہ ان کا عزیز تھا، وہ کوئی برہمن تھا اس لئے کیا گیا کہ وہ پاکستان کا ازلی دشمن ہے۔ وہ جس لابی کی نمائندگی کرتا ہے آپ اس کو ایشیا کا یا فار ایسٹ کا نمائندہ کہہ لیں لیکن ہم تسلیم نہیں کرتے۔ اس کو یہاں آنے کا کوئی حق نہیں پہنچتا اور وہ آیا اور جو شاہانہ طریقہ سے اس کے ساتھ برتا گیا یہ ہماری حکومت کی زیادتی ہے میں اس پر احتجاج کرتا ہوں۔

جناب والا! پھر اس کے متعلق جو قاضی صاحب نے ارشادات فرمائے میں سمجھتا ہوں کہ میرے مقابلے میں قاضی صاحب کی معلومات زیادہ صحیح ہیں وہ ان کے متعلق بہتر جانتے ہیں۔ لیکن میں یہ کہوں گا کہ اس طرح سے کسی کی جھولی میں جا کر گرنا ایک آزاد قوم کے شایان شان نہیں ہے یہ بلوچستان میں ایکشن، ہندوستان اور روس کے ساتھ دوستانہ تعلقات۔ ادھر سے بھی بڑے بڑے اعلانات ہوتے ہیں کہ اس حکومت سے انہیں یہ توقعات ہیں۔۔۔ نام تو جمہوریت کا لیتے ہیں کون جمہوریت کا نام لیتا ہے جناب روس! سبحان اللہ جہاں جمہوریت انکے لئے red rag ہے جس طرح وہ red ریچھ ہے اس طرح سے جمہوریت ان کے لئے ہے، وہ کہتے ہیں یہاں جمہوریت آئی ہے اس واسطے نہیں، نہیں ایسے نہیں ہے۔ ان کی توقعات اور ہیں میرا خدا یہ کہتا ہے کہ کافر آپکا دوست نہیں ہو سکتا پھر میں یہی کہونگا کہ وہ ملحد جو اتنے ہزاروں میل دور بیٹھا ہوا ہے وہ ہمارا دوست نہیں ہو سکتا۔ اگر وہ ہمیں امداد دیتا ہے (میں امریکہ کا ذکر کر رہا ہوں) تو وہ صرف مالی نہیں ہے بلکہ پولیٹیکل بھی ہے اس کے ساتھ strings

[Akhunzada Behrawar Saeed]

بھی ہیں اگر ہمیں اس کی امداد کی ضرورت ہے جناب عالیٰ ! تو پاکستان کی بھی اس کو ضرورت ہے پاکستان کو خدا نے جو جغرافیائی حیثیت دی ہے اس کو دنیا کی کوئی طاقت اور مملکت نظر انداز نہیں کر سکتی اور پاکستان کی پالیسی جو اسلامی ممالک کے ساتھ ہے اور اسلامی ممالک میں پاکستان کی جتنی عزت اور قدر ہے اس کو کوئی کم نہیں کر سکتا ۔عزت کے ساتھ تعلقات اور اس کی جغرافیائی حیثیت ایک ایسا امر اور factor ہے اس کو کوئی سپر طاقت نظر انداز نہیں کر سکتی وہ ہم کو خیرات نہیں دیتا اس کو ہمارے ساتھ جانے کی ضرورت ہے اگر ہم راستے میں حائل نہ ہوتے، ایک بات کہتا ہوں جناب ! روس جیسی سپر طاقت کے راستے میں ہم اگر حائل نہ ہوتے ایک جنرل صاحب جو میرے صوبے کے گورنر تھے ان کے الفاظ تھے ۔

They would have easily walked to Karachi.

وہ اتنا بھی کر سکتے تھے ۔ لیکن مرحوم جنرل شہید اس کے راستے میں چٹان بن گئے اور انہوں نے وہ کارنامہ دکھایا ۔شہید جنرل نے واقعی کنجشک فرومایہ کو شاہین سے لڑایا ۔ اور اب دنیا مانتی ہے روس اپنی تاریخ میں پہلی بار withdraw کر رہا ہے وہ جہاں گیا وہاں پہ غار کھود کر پچھو کی طرح گھس گیا ۔ لیکن یہاں سے اب مات کھا کر جا رہا ہے surrender کر کے جا رہا ہے ۔کیوں جا رہا ہے یہ اس ملک کی جغرافیائی اہمیت ہے ہاں یہ جو سازشیں ہو رہی ہیں وہ اس لئے ہو رہی ہیں کہ اس کے جغرافیے کو ان کی خواہش کے مطابق بناؤ ایک کوشش سے تو مشرقی پاکستان الگ ہو گیا دوسری کوشش کرو خدانخواستہ سندھ الگ ہو جائے ، تیسری کوشش بلوچستان کو ناراض کرتے کرتے وہ کہیں گے چھوڑو یار کیا ہمارے پیچھے پڑ گئے یہ کیسے لوگ ہیں جب حکومت بنتی ہے پہلا وار بلوچستان پر ہوتا ہے ۔ ادھر ہماری طرف جناب پہلے ہی پختونستان کا نعرہ ہے وہاں تو غازی موجود ہے تو جناب جب یہ جغرافیہ خدانخواستہ ٹوٹ جائے گا تو پھر ہماری اہمیت نہیں ہو گی ۔پھر امریکہ کس کی امداد کرے گا ، روس کس کا محتاج ہو گا اور جب تک یہ جغرافیہ ہے اور انشاءاللہ رہے گا یہ قوم متحد ہو گی اور ضرور ہو گی اپنی مجبوریاں اس کو متحد رکھیں گی اپنی غلطیاں اور اپنے فرمانرواؤں اور حکمرانوں کی خود غرضیاں اس کو متحد کریں گی ۔

جناب والا ! یہ جو اس وقت پالیسی اختیار کی گئی ہے مالیات کا میں ذکر نہیں کروں گا ۔

ٹھیک ہے وہ کہتے ہیں خزانہ خالی ہے ہم جب بھی سنتے ہیں تو خزانہ خالی ہوتا ہے جب پاکستان بن گیا تو خالی تھا۔ اس کے بعد جو بھی حکمران آیا خزانہ خالی تھا کمبخت میں کچھ ہوتا ہے یا نہیں ہوتا، خالی ہوتا ہے، چلو خالی ہی سہی۔ لیکن یہ شاہ خرچیاں جو خالی خزانے سے کی جاتی ہیں اگر یہ خزانہ ذرا بھر جائے تو پھر میرے خیال سے کس کس کو۔۔ جو self-exile کرکے آتے ہیں کس طرح سے ان کا استقبال کیا جاتا ہے۔ پھر میں اس طرف جاؤں گا کہ ٹکا خان صاحب کتنے قیدیوں کو reception دیتے ہیں اور انشاءاللہ ۲۳ مارچ کو جو ہمارے لئے بڑی خوشی کا دن ہے اس میں کتنے کتنے دوست ۔۔۔ اہل قلم سے میں پھر عرض کروں گا کہ یہی لوگ جب پکڑے گئے جب ان پر مقدمے چلائے گئے ان کو سزائیں ہوئیں تو یہ مجرم تھے یہ گنہگار تھے یہ غدار تھے اسی قلم سے ان اخباروں میں لکھا جاتا رہا، ریڈیو سے، ٹی وی سے نشر ہوتا رہا اور اب ۲ دسمبر کے بعد وہ محب وطن ہو گئے وہ ضمیر کے قیدی ہو گئے یہ قلم بھی عجیب قلم ہے ادھر بھی لکھتا ہے ادھر بھی لکھتا ہے کبھی ادھر پلٹ کر کبھی ادھر پلٹ کر۔ خدا کے واسطے قلم والو، قلم کو سیدھا رکھو، ہم تو آپ کی تعریف کرتے ہیں لیکن قلم کو مضبوط رکھو، یہ ضمیر کا قلم بناؤ، اس کو اس حکومت کا اور اس حکومت کا قلم نہ بناؤ، جناب والا! پھر آپ کہیں گے کہ وقت بہت زیادہ ہو گیا ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: میں صرف یہی کہوں گا کہ repetition نہ ہو، وقت کی کوئی بات نہیں۔

اخونزادہ بہادر سعید: repetition نہیں ہوگی۔ جناب میں آپ کے حکم کی تعمیل بھی کرتا ہوں پھر میں دیکھتا ہوں کہ گیلانی صاحب ناراض ہو رہے ہیں تو میں زیادہ وقت نہیں لونگا۔

میر نبی بخش زہری: پوائنٹ آف آرڈر جناب، عرض یہ ہے کہ معزز رکن جو کچھ فرما رہے ہیں اسلامی جمہوری اتحاد کے لیڈر، جو کل تقریر فرما چکے ہیں یہ ساری چیزیں کہہ چکے ہیں اور معزز رکن انہی کی repetition کر رہے ہیں اور یہاں ماشاءاللہ اگر اسلامی جمہوری اتحاد کا ایک جم غفیر ہے تو آپ دیکھیں کہ بعض لوگ آزاد ممبر بھی ہیں اگر یہ لشکر پوری طرح سے بولتا ہی رہے تو یہاں دس دن تک ہمیں موقع نہیں ملے گا۔ اس لئے میں درخواست کرتا ہوں کہ آپ یہ بات پیش نظر رکھیں کہ جتنی دیر ان کے ممبر بات کریں اتنی ہی دیر آزاد ممبر بھی بات کریں اور جب ہم اپنی بات مکمل

[Mir Nabi Bukhsh Zehri]

گرلیں گے ہم ہاؤس کو ان کے حوالے کر دیں گے یہ تو نہیں کہ ہم بیٹھے رہیں اور وہ بولتے جائیں ایں درخواست کرتا ہوں کہ ہم آزاد ممبر ہیں ہمیں موقع دیا جائے ایں نے پہلے درخواست بھی کی ہے شکریہ!

جناب ڈپٹی چیئرمین : شکریہ زہری صاحب ، ابھی دوسرے سپیکر بول رہے ہیں انشاء اللہ سب کی باری آجائے گی ، نام میرے پاس لکھے ہوئے ہیں اور آپ کی باتوں کا نوٹس لے لیا گیا ہے بہرہ ور سعید صاحب ۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید : جناب والا ! میں نے تو کوشش کی ہے کہ قاضی صاحب کے جو ارشادات تھے وہ نہ دہراؤں اور میں نے نہیں دہرائے اور اگر ان کے اور میرے خیالات کسی جگہ ٹکرا گئے ہیں ۔۔۔

قاضی عبدالمجید : پوائنٹ آف آرڈر ، جناب یہاں پر تین قاضی بیٹھے ہیں کس قاضی صاحب کی بات ہو رہی ہے ، نام نے لیا جائے تو اچھا ہے ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : قاضی حسین احمد کی بات ہو رہی ہے ۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید : جناب عبدالمجید پر تو میرا ایک دعویٰ ہے اس لئے یہ خاموش بیٹھیں گے جناب والا ! میں عرض کر رہا تھا کہ میرا تو عقیدہ یہ ہے اور ہر مسلمان کا یہ عقیدہ ہے کہ طاقت کا سرچشمہ اللہ تعالیٰ ہے مگر وہ کہتے ہیں کہ نہیں عوام ہیں اگر عوام طاقت کا سرچشمہ ہیں تو ان کے verdict کا ان کو احترام کرنا چاہیے اگر وہ پنجاب میں حزب اختلاف میں ہیں تو رہیں وہاں ، اس حکومت کو چلنے دیں ورجہاں ان کے ساتھ اگر زیادتی ہو رہی ہے تو یہاں اپنے مخلوط حکومت کے ہیڈ کو کہیں کہ وہ ایسی زیادتی نہ کرے ان کے ساتھ جو وہاں حاکم ہیں بات کرے ۔

جناب آخری چیز میں یہ عرض کروں گا اور اس وقت میں اپنے حکمران دوستوں سے عرض کروں گا کہ میرے حکمران دوستو خدا آپ کو ہمت دے ۔ ۱۹۹۰ تک انتظار کر لو ۱۹۹۰ء کے بعد پھر صدر کے پاس وہ اختیارات نہیں رہیں گے کہ وہ پارلیمنٹ کو ختم کر سکے لیکن اس سے پہلے جو یلغار ۸ ویں ترمیم پر شروع ہو گئی ہے یہ یلغار جناب میں عرض کر رہا ہوں یہ اس حکومت کے اس دور کے کارنامے ہیں ، آج اڑتالیسواں دن ہے آٹھویں ترمیم کی یلغار شروع ہے ریڈیو پر ٹی وی پر اخبار پر بیانات آ رہے ہیں کوئی میرے دوست ریفرنڈم کے اشارے کر رہے ہیں کوئی کچھ کہہ رہے ہیں لیکن جناب! میں عرض کرتا ہوں کہ آٹھویں ترمیم کوئی مقدس گائے نہیں ہے

اس طرح سے ۱۹۷۳ء کے آئین کو یہ سمجھتے ہیں، لیکن یہ آٹھویں ترمیم ہے جناب اس سے پیچھے بھی سات ہیں ان میں سے دو کو الگ کر کے پانچ کے متعلق یہ ذکر نہیں فرماتے ہاں ہمارے ایک دوست جو یہاں پیچھے بیٹھے تھے۔ اب میرے دوست گیلانی صاحب کے پیچھے بیٹھتے ہیں انہوں نے کل ذکر ضرور فرمایا کہ وہ ان کو یاد نہیں ہے کہ جب مولانا مفتی محمود مرحوم اور ان کے دوستوں کو فزیکلی اٹھا کر باہر پھینکا گیا اور آئین میں ترمیم کی گئی، بہترین آئینی طریقہ ہے اگر یہی طریقہ آپ استعمال کریں گے تو سبحان اللہ، سبحان اللہ، پھر تو آٹھویں ترمیم واپس لینی بڑی آسان ہے آپ ذکر کیوں کرتے ہیں، اڑا دیں، سب اپوزیشن والوں کو پکڑ کر باہر پھینک دیں، اور پاس اور پاس ... اور پھر یہاں سینیٹ میں آجائیں۔ مجھے آخر میں پھینک دیں، باقی سب کو پہلے پھینک دیں کیوں کہ آپ کا تو دعویٰ ہے ۲۵ بن گئے آسمان سے فرشتے اترے تین سے پچیس ہو گئے، سبحان اللہ، آزاد کھڑے ہوئے تھے۔ چوہدری صاحب، ان کے امیدوار نہیں تھے ان کو جو ووٹ ملے ہیں ان کے اپنے تعلقات اور دوستی میں ملے۔ ہاں انہوں نے یلغار کی تھی، سندھ کے وزیر اعلیٰ بھی آئے تھے، سرحد کے وزیر اعلیٰ بھی آئے تھے اور یہاں کے جو موجود کچھ وزراء ہیں وہ بھی آئے تھے مگر جس وقت وہ آئے پانسہ پلٹ چکا تھا۔ آپ کے پاس طاقت ہے، آپ کے پاس پولیس ہے اور اب تو پولیس کی بھی ضرورت نہیں ہے وہ ٹرینڈ فوج جو باہر سے آئی ہوئی ہے جن کو انہوں نے ضمیر کا قیدی کہہ کر چھوڑ دیا۔ ان کو حکم دیں اور وہ آکر سب کو باہر پھینک دیں گے جناب یہ آٹھویں ترمیم کے بارے میں میں نے کہا کہ یہ مقدس گائے نہیں ہے، اس میں کوئی خرابی ہے تو اس پر بحث کریں گے لیکن اس کو الگ نہیں کیا جا سکتا ان کا مطالبہ ہے ۱۹۷۳ء کے آئین کا حالانکہ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہمیں mandate دیا گیا ہے ان کو عوام نے یہ mandate نہیں دیا، یہ غلط ہے اگر یہ اس پر mandate لینا چاہتے ہیں تو اسمبلی کو ختم کریں، جائیں پھر عوام کو face کریں اور اگر یہ اپنی پوری طاقت میں آجائیں تو حکومت بنائیں تو پھر یہ آٹھویں ترمیم کیا ہے جناب اور بھی جو کچھ یہ چاہیں گے کر لیں گے اور کر سکتے ہیں اس لئے میں ان سے عرض کروں گا کہ ذرا صبر اور تحمل سے کام لیجئے آگے بڑھیئے، ٹھوس کام کیجئے، طلباء یونین کو بحال کیا، لیبر یونین کو بحال کیا، قیدی چھوڑ دیئے، یہ شوشے ہیں ان سے کام نہیں بنتا۔ شوشے نہ چھوڑیئے کچھ عملی اقدام

گیئے، جناب محترمہ صاحبہ کچھ مثبت، ٹھوس اقدامات کریں جس سے قوم کو فائدہ ہو جس سے ملک کو فائدہ ہو جس سے قوم خود بھی اپنے پاؤں پر کھڑا ہو سکے۔

ایک اور چیز کا میں جناب ذکر کروں گا پیپلز پارٹی کا کوئی دوست ناراض نہ ہو میں سمجھتا ہوں وہ میرے دوست ناراض ہوں گے۔ پیپلز پارٹی میں بھی وہ لوگ بیٹھے ہوئے ہیں اور حزب اختلاف میں بھی وہ لوگ بیٹھے ہوئے ہیں جن کو صرف اور صرف اپنے مفاد کی فکر ہے اور اس مفاد کے تحفظ کے لئے چاہے وہ کارخانہ دار ہے چاہے وہ جاگیردار ہے۔ چاہے وہ وڈیرا ہے سندھ کا، چاہے میرے صوبے کا خان ہے، یہ بیٹھے ہوئے ہیں چاہے وہ بلوچستان سے ہے چاہے وہ پنجاب سے ہے ان سب کا مفاد ایک ہے۔ دونوں سائیڈز پر بیٹھے ہوئے ہیں بیگم صاحبہ کو بھی اجازت نہیں دیں گے کہ وہ ایسا اقدام کریں جس سے قوم کا فائدہ ہو ہم بھی تو ان کے محتاج ہیں اگر Party whip کی وہ کلاز ہٹاتے ہیں تو شاید میں اکیلا رہ جاؤں خان بھی یا چند اور دوست رہ جائیں۔ جناب والا! ایسے مفاد پرستوں کا ساتھ چھوڑ دیجئے کیا ضرورت ہے کہ وہ پنجاب میں ڈھونڈیں سندھ میں وہ ڈھونڈیں۔۔۔

(مداخلت)

میر نبی بخش زہری: پوائنٹ آف آرڈر۔ اعتراض کی بات ہے کہ اپوزیشن سے لے کر جو حکومت میں ہیں ہمارے دوست بھی کسی پارٹی یا جماعت میں شامل ہیں ان سب کو انہوں نے بڑے سخت الفاظ سے نواز دیا ہے اب یہ آپ کا کام ہے کہ آپ آنریبل ممبر کو پوائنٹ آؤٹ کرتے کہ ہم اس ایوان میں اچھے elected ممبر جیسے وہ خود ہیں سب بیٹھے ہیں ہم پر اس طرح کے الزام لگانا یہ ان کے شان کے شایان نہیں ہے۔ شاید وہ خود ایسا کرتا ہوگا یا سمجھتا ہوگا وہ الگ بات ہے مگر ہم اس کی عزت کرتے ہیں ان کو نہیں چاہیئے کہ سب لوگوں پر یہ الزام لگائیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ! زہری صاحب ان کا مطلب یہ نہیں تھا ان کا مطلب یہ تھا کہ اس ملک میں ایک خاص کلاس ہے جو ہر وقت سوسائٹی کو exploit کرتی رہتی ہے۔ چاہے وہ اپوزیشن میں چاہے وہ گورنمنٹ میں انہوں نے اس طرح کہا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ مناسب بات تھی۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی: پوائنٹ آف آرڈر بات یہ ہے کہ ہم بجائے ایک دوسرے کے

اوپر کیچڑ اچھالیں کیا بہتر یہ نہیں کہ ہم Political situation کو ڈسکس کریں جو ۱۶ار نومبر کے بعد کی ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جتوئی صاحب ان کا مطلب یہ نہیں تھا ایک universal fact ہے کہ سوسائٹی میں ایسے لوگ موجود ہیں انہوں نے کسی کو by name پوائنٹ آوٹ نہیں کیا نہ کسی برادری کو پوائنٹ آوٹ کیا ہے۔

جناب عبدالمجید تعاضی: پوائنٹ آف آرڈر۔ وڈیروں اور جاگیرداروں کو پھانسی دی جا رہی ہے ان کو کہا جا رہا ہے کسی اور کو تو نہیں کہا جا رہا ہے کونسی کلاس ہے ایک ہی کلاس رہ گئی ہے کہاں کا چیمبر ہے یہ تو تمیز کی جا رہی ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: وہ تمام جو exploit کر رہے ہیں۔ وڈیرے کا نام تو نہیں لیا خان کا نام لیا ہے اور خان صاحب تو خاموش بیٹھے ہیں۔ شکریہ!

جناب احمد میاں سومرو: میں محترم بہرہ ور سعید صاحب سے پوچھ سکتا ہوں کہ وہ کتنا وقت اور لیں گے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ تشریف رکھیں۔

(مداخلت)

جناب احمد میاں سومرو: پوائنٹ آف آرڈر۔ میں صرف ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہ کتنی دیر اور لیں گے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: یہ تو مجھے بھی معلوم نہیں ہے۔ بہرہ ور سعید صاحب اب آپ wind-up کر دیجئے۔ میرے خیال میں اب کافی وقت ہو گیا ہے۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید: بالکل wind-up کرتا ہوں جناب میں کسی کا جواب دینا نہیں چاہتا میں اتنا ہی عرض کروں گا کہ میں بہت چھوٹا آدمی ہوں غریب آدمی ہوں لیکن میں یہ ضرور کہوں گا کہ ایک ایسی کلاس ہے جو انگریز کے وقت میں بھی انگریز کے بعد بھی اس وقت بھی ملک کی ترقی کے راستے میں حائل ہے اور وہ کلاس جب تک eliminate نہیں ہوگی محترمہ نہ آپ کامیاب ہوں گی نہ اسلامی جمہوری اتحاد کامیاب ہوگا ان الفاظ کے ساتھ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

Mr. Bashir Ahmed Matta: Point of order Sir. I would like this class should be specified.

ایک کلاس ہے یہ کلاس جنوں کی تو نہیں ہے انسانوں کی ہے specify کریں کہ یہ کون لوگ ہیں۔

We will be benefiting from this ideas if he clarifies this class. It is a good thing, we will welcome it. Let him clarify who these people are.

یہ کوئی بات نہیں ہے کہ ایک کلاس ہے - کون ہیں وہ لوگ ۔

let him clarify these people. Let him come out very boldly against them.

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ تشریف رکھیں

اخونزادہ بہرہ ور سعید: جناب میں ایک عرض کروں گا۔

آپ ہی اپنی اداؤں پر ذرا غور کریں
میں اگر عرض کروں گا تو شکایت ہو گی

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ تشریف رکھیں جی اعجاز علی خان جتوئی صاحب لیکن گزارش یہی ہے بہت ساری باتیں ہو چکی ہیں میرے خیال میں بہرہ ور سعید صاحب نے تو کچھ چھوڑا ہی نہیں۔ اب کہنے کو بہت کم رہ گیا ہے اگر repetition نہ ہو تو زیادہ بہتر ہے ۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی: شکریہ! میں کوشش کروں گا کہ جلدی wind-up کروں چونکہ ہم آج یہاں political situation discuss کرنے کے لئے اکٹھے ہوئے ہیں تو سب سے پہلے ۱۶ نومبر کے بعد کے حالات میں تبدیلی آئی ہے میں اس پر ذرا توجہ دوں گا۔ جناب چیئرمین صاحب آپ کو پتہ ہو گا کہ ۲۹ مئی کو جنرل ضیاء الحق مرحوم صاحب نے اس ملک کی منتخب اسمبلیوں کو توڑا اور ۵ جولائی ۷۷ کو بھی اسی مرحوم جنرل ضیاء الحق صاحب نے اپنے ظالمانہ رویے کو برقرار رکھتے ہوئے اس وقت کی منتخب اسمبلی کو توڑا۔ اس کے بعد اس ملک میں انارکی پھیلی اور اس کے بعد اس ملک میں one-man rule declare ہوا۔ اس کے بعد یہاں پر ظالمانہ قوانین نافذ کئے گئے اور یہاں پر آٹھ سال تک کوئی representative Assembly موجود نہیں تھی جو ان دس کروڑ مظلوم، بے بس عوام کی نمائندگی کرے ۔

(اس مرحلے پر جناب چیئرمین (جناب وسیم سجاد صاحب) کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔)

جناب اعجاز علی خان جتوئی: کبھی انہوں نے مجلس شوریٰ بنائی اور کبھی انہوں نے کوئی اور

we, as a political اسمبلی بنانے کی کوشش کی میں سمجھتا ہوں کہ stooge

person condemn both thee actions

اس کے بعد میرے محترم senior colleague جو بہت زیادہ سندھ پر بولے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ میں سندھ سے وابستہ ہوں اور میرا یہ فرض بنتا ہے ان اڑھائی کروڑ آدمیوں کی نمائندگی کرتے ہوئے جواب دوں کہ سندھ میں ایک بھی آدمی ایسا نہیں ہے جو پاکستان کو توڑنا چاہے۔ آپ کس مغالطے میں ہیں آپ کیوں بار بار سندھ کا نام لیتے ہیں سندھ تو صرف اپنے حقوق مانگتا ہے اور اگر حقوق مانگنا ظلم ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ میں اس ظلم کا بالکل ارتکاب کروں گا اور کرتا رہوں گا انشاء اللہ تعالیٰ جب تک یہ ایوان ہے اس میں میری آواز گونجتی رہے گی یہاں پر بار بار کہا جاتا ہے کہ سندھی جو ہے وہ ہندو کا ایجنٹ ہے۔ جناب والا! کتنے ظلم کی بات ہے کہ جس صوبے نے اس پاکستان کے لئے move کیا جس پاکستان کو ہم سب پیار کرتے ہیں جس پاکستان میں آپ اور ہم ان ایوانوں میں موجود ہیں اس پاکستان کا موور بھی سندھی تھا اور میں اس پر فخر محسوس کرتا ہوں اس وقت آپ کے پاس آخری وقت تک پنجاب میں unionist گورنمنٹ تھی۔ فرنٹیئر میں کسی نے پاکستان کو مانا ہی نہیں تھا ہم لوگ تھے جنہوں نے پاکستان کو مان کر ۸۰ فیصد سے زیادہ مہاجرین کو قبول کیا اسلام کے ناتے سے، مسلمان ہونے کے ناتے اور پاکستان کے ناتے سے میں کہتا ہوں کہ سندھی بہت ہی زیادہ محب وطن ہے سندھی ہر بار جب اپنے حقوق مانگتا ہے تو اس کو یہ کہنا کہ یہ تو پاکستان کے خلاف بات کرتا ہے یہ تو پاکستان کو توڑنا چاہتا ہے میں کہتا ہوں کہ کوئی آدمی بھی ایسا نہیں ہے جی ایم سید بھی اس وقت مسلم لیگ میں تھا اور وہ مسلم لیگ کا اتنا سپورٹر تھا اور وہ قائد اعظم کے چہیتے لوگوں میں سے تھا اور قائد اعظم کی عزت کرتا تھا۔۔۔

(مداخلت)

آخونزادہ بہرہ ور سعید: پوائنٹ آف آرڈر۔ میں نے اپنی تقریر کے دوران ایسے کوئی الفاظ نہیں کہے کہ سندھ غدار ہے یا سندھ میں کوئی غداری کرتا ہے میں نے ایسے کوئی الفاظ نہیں کہے اگر میرے دوست اس کو اس مفہوم میں لیتے ہیں تو میرے خیال میں وہ تقریر کی کاپی لے کر دھرائیں اور مجھے وہ پوائنٹ آؤٹ کریں تو میں ان الفاظ کو withdraw کر لوں گا۔

جناب چیئرمین: شکریہ!

جناب اعجاز علی خان جتوئی: جناب اس کے بعد ہم جب ۱۶ / نومبر کے بعد کے حالات کی طرف آتے ہیں

[Mr. Aijaz Ali Khan Jatoi]

تو ہمیں نہیں بھولنا چاہیے کہ صدر غلام اسحاق خان صاحب اور آرمی کے چیف آف سٹاف جنرل اسلم بیگ صاحب کا کردار ہے جنہوں نے قابل تعریف کردار ادا کیا۔ پاکستان میں پہلی مرتبہ ٹرانسفر آف پاور جو ہوا ہے یہ جو process مکمل ہوا ہے یہ پرامن ہوا ہے میں سمجھتا ہوں کہ وہ قابل مبارک باد ہے ۔ انہوں نے کوئی Intervention اور کوئی Interference نہیں کی۔

اس کے بعد میں موجودہ گورنمنٹ کو یہ اپیل بھی کروں گا جس جس صوبے میں جس جس کی حکمرانی ہے، جو جو لوگ عوام کا mandate لے کر آئے ہیں، انکو وہاں چلنے دیں کیونکہ Democractic Institutions کو گرانا، کوئی اچھا عمل نہیں ہوتا ہے۔ اس سے previously ہم نے بڑے bitter experience لئے ہیں۔ ۱۹۷۳ میں ہم نے بلوچستان کی اسمبلی کو topple کر کے، گورنمنٹ کو topple کر کے، اور فرنٹیئر کی گورنمنٹ کو topple کر کے، جو سبق حاصل کیا، وہ آپ سب کے سامنے ہے۔ اس کے علاوہ وہاں کے Chief Minister میں اس کو ایک مرتبہ پھر قابل مبارک باد سمجھتا ہوں کہ فیڈریشن کی طرف سے Appoint نہ کئے ہوئے آفیسرز کو قبول کرنے سے انکار کیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ quantum of provincial autonomy کی clear violation ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ صوبے کے اندر چیف منسٹر اور گورنر صوبے کی اسمبلی، اس صوبے کے Custodian ہیں۔

Of course, that is a federating unit ہے لیکن According to 1940 Resolution جو ہمیں clearly quantum of provincial autonomy indicate کرتا ہے اس میں صرف ۳ Subjects سنٹر کو دیئے گئے تھے۔ وہ تھے Currency Custom, Defence and Communication اس کے بعد باقی سب کے سب subjects Federating Units کو چلانے تھے

اس کے علاوہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ اچھا عمل ہے۔ اس کو continue کرنا چاہیئے حالانکہ یہ پاکستان کے لئے ایک بڑی نئی بات ہے کہ مرکز میں ایک حکومت ہو، اور صوبوں میں دوسری حکومت ہو، لیکن Democractic process میں یہ چیزیں ہوتی ہیں امریکہ میں آپ دیکھیں کہ حکومت Republican Party کی ہے لیکن سینیٹ میں میجارٹی Democrats کی ہے اس طرح سے ہمیں اس process کو بھی continue کرنا پڑیگا اس process سے بھی used to کرنا پڑیگا اسکے علاوہ گورنمنٹ کی توجہ اس طرف بھی دلانا چاہتا ہوں کہ جب پیپلز پارٹی ایم آر ڈی کی component party تھی اس وقت

۲۰ اگست ۱۹۸۶ کو لاہور میں ایک declaration ہوا تھا۔
it was decided unanimously by the MRD, (component parties) regarding the quantum of provincial autonomy
اور اس میں ۱۹۴۰ کے ریزولیوشن کو change کر کے چار سبجیکٹس رکھے گئے تھے۔ ڈیفنس، کمیونیکیشن،
کسٹمز اور فنانس، یہ چار subjects دیئے گئے تھے مرکز کو باقی سب امور Federating Units
کو دیئے گئے تھے اور اس وقت پیپلز پارٹی نے اس ایم آر ڈی کے اگریمنٹ کے تحت لاہور میں
declaration بھی دیا تھا اور اس پر پیپلز پارٹی کے بھی signatures موجود ہیں۔ اس طرح
Foreign Trades سے میں بھی Federating Units کو authorize کیا گیا
تھا کہ وہ within the framework of Pakistan deal کرے۔ میں پیپلز پارٹی کو یہ یاد
دلانا چاہتا ہوں کہ جس عمل اور process کے تحت آپ کو یہ حکمرانی ملی ہے جس struggle سے یہ حکمرانی
ملی ہے کیونکہ سندھ میں ۱۹۸۳ کی ایم آر ڈی کی Democractic Movement Movement for
Restoration of Democracy ہزاروں جانیں قربان ہوئیں۔ میں اس کے تحت آج آپ کو
Prime Ministership ملی ہے اور آج آپ کو گورنمنٹ ملی ہے تو خدارا ان agreements
کو اور پولیٹیکل پارٹیز کو جو آپ کے ساتھ struggle کرنے میں موجود تھیں نہ بھولیں۔ کیونکہ آپ
کو تو mandate دیا گیا ہے آپ تو Caretaker Government سے مختلف ہیں۔
آپ تو Non-party سے مختلف ہیں Non-party کو کوئی mandate
پارٹی base پر نہیں دیا گیا تھا۔ آپ کا اپنا ایک Manifesto موجود ہے۔ آیئے، ہم آپ کی مدد
کریں گے۔ ہم چاہتے ہیں کہ Democratic process continue ہو، ہم آپ کی غلط چیزوں کو غلط ضرور
کہیں گے اور ہم آپ کو strengthen اور stable ہونے میں مدد بھی دیں گے کیونکہ گیارہ
سال کی سیاہ کاری اور گیارہ سال کی ڈکٹیٹرشپ کے بعد، پتہ نہیں کتنی قربانیاں دینے کے بعد آپ اور ہم
آج اس منزل پر پہنچے ہیں کہ جہاں پر عوامی سطح پر بات ہو سکتی ہے، آپ کو جس طرح سے Power
transfer کی گئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ conditional transfer ہے آیئے آپ اس کو
point out کریں، اس august House میں point out کریں کہ آپ کی کیا مجبوریاں
ہیں کہ آپ فارن پالیسی کو change نہیں کر سکتے؟ کیا آپ کی مجبوریاں ہیں کہ آپ آئی ایم ایف

[Mr Aijaz Ali Khan Jatoi]

کے دیئے ہوئے loans کو منظور کر رہے ہیں اور اس کو قبول کر رہے ہیں، کون سی یہ power
ہے جو آپ پر thrust upon کر رہی ہے کہ آئی ایم ایف کی شرائط کو آپ منظور کریں کیونکہ میں سمجھتا
ہوں کہ آئی ایم ایف نے جس طرح سے آپ کو conditional loan دیا ہے وہ نہ آپ کے بھلے میں جائے
گا اور نہ اس ملک کے نو کروڑ عوام کے فائدے میں جائے گا۔ کیونکہ ہم نے جب پاکستان بنایا تھا تو ہم نے
یہ ملک an independent sovereign state کی حیثیت سے بنایا تھا۔

sovereignty میں یہ International Monetary Funds ہے کہ
دینے والی ایک ایجنسی ۸۰۳ ملین ڈالر دے کر مجبور کرے کہ آپ Health, Education
اور باقی various fields میں taxes لگائیں۔ آپ اس ملک میں سیلز ٹیکس لگائیں، غریب
عوام پر جن کی already افراط زر سے کمر ٹوٹ چکی ہے۔ جو کہ already مہنگائی سے تنگ آ چکے
ہیں جو کہ پہلے ہی گیارہ سال کے ایک ظالمانہ دور کی وجہ سے خودکشی کے مقام پر کھڑے ہیں میں سمجھتا
ہوں کہ جس Caretaker Cabinet نے آئی ایم ایف کے ساتھ negotiate کیا تھا اس کو آپ رد کر کے
آئی ایم ایف کو بولتے کہ ہم re-negotiate کرنا چاہتے ہیں کیونکہ ہمارے پاس لوگوں کا
mandate موجود ہے اور آپ کی اس چیز کو کوئی چیلنج نہیں کر سکتا تھا آپ re-negotiate
کر کے ان کو بولتے کہ -- جی نہیں -- کیونکہ آج اگر ہم آپ کی یہ terms and conditions
مانیں گے تو کل آپ کہیں گے کہ آپ اپنے Constitution کو amend کریں۔ میں سمجھتا ہوں کہ International
Monetary Funds ایجنسی ہو یا کوئی great super power خواہ وہ روس ہو یا امریکہ ہو
یا کوئی اور پاور ہو، اس کو کوئی حق نہیں پہنچتا کہ پاکستان کے internal affairs میں وہ مداخلت
کرے۔ ہماری Independence ہماری Sovereignty کا جہاں تک تعلق ہے، میں اس سلسلے
میں عرض کرتا ہوں کہ اگر آپ economically ختم ہو چکے ہیں تو ہم دال کھائیں گے۔ اگر آپ
economically بیوروکریسی، آرمی اور باقی ایجنسیوں کا خرچہ afford نہیں کر سکتے تو آپ
ان ایوانوں میں آئیں اور اپنے دل کی بات کریں اور بولیں کہ جی ہم اتنا خرچہ برداشت نہیں کر سکتے۔
آخر کار یہ ملک ہم سب کا ملک ہے۔ اگر ملک ہے تو ہم سب ہیں اگر یہ ملک نہیں ہے تو ہم بھی نہیں ہیں۔
آیئے اور بتایئے کہ ہم زیادہ خرچہ برداشت نہیں کر سکتے۔ خدا کی قسم اس ملک کے نو، دس کروڑ عوام

آپ کی یہ بات مانتے ہوئے بالکل سادگی اختیار کر لیں گے۔ آپ کو اس عوام کا بھی خیال رکھنا ہے
آپ کو social set-up کا بھی خیال رکھنا ہے economical angles کو بھی
look-after کرنا ہے کیونکہ ہم سمجھتے ہیں کہ جس طرح سے ساڑھے تین سال مسلم لیگ کو یہ حق تھا
حالانکہ اس کو Non-party-base کے اوپر کرائے گئے الیکشن کے بعد قائم ہونے والے ہاؤس
کو Party-base House میں convert کرنے کا حق نہیں تھا۔ بہرحال
violation ہوئی اور cheating اس ووٹر کے ساتھ ہوئی جس ووٹر نے اسے اعتماد کا ووٹ
دیا۔ آپ اس سے آزاد امیدوار کی حیثیت سے اعتماد کا ووٹ لے کر as an independent men
آتے ہیں اور پھر یہاں آکر آپ مسلم لیگ کے ہو جاتے ہیں اور جب آپ نے یہاں آکر مسلم لیگ کا اعلان
کیا تھا تو اس کا اخلاقی جواز اور سیاسی angle یہ تھا کہ آپ واپس عوام کے پاس جاتے اور کہتے کیونکہ
ہم نے پارٹی تشکیل دے دی ہے۔ لہٰذا ہم پارٹی بنیاد پر الیکشن کرواتے ہیں اگر مسلم لیگ کو اعتماد ملتا
ہے تو ہم اس کو welcome کریں گے۔ آج اس طرح سے پارٹی بنیاد پر الیکشن کو اس نگاہ
سے دیکھنا کہ اس میں دھاندلی کی گئی ہے قطعاً نہیں۔ اس میں کوئی دھاندلی نہیں ہوئی۔ جو جو جہاں سے
جیتا ہے وہ اپنے merit پہ آیا ہے۔ اور جس جس پارٹی کو عوام کی طرف سے confidence
ملا ہے اس کو مانتے ہوئے ہمیں اسے موقع دینا چاہیئے کہ وہ حکومت چلائے کیونکہ

as long as they have confidence of the people and the masses of Pakistan, they have the right to rule this country

آج ہم اس جگہ پہ کھڑے ہو کر previous bitter experiences چھوڑ کر
جب یہ سوچتے ہیں یعنی ایک عجیب بات ہے جناب چیئرمین! ہم آج اس میں لگے ہوئے ہیں کہ فلاں
صوبے میں ہماری حکومت عنقریب بننے والی ہے۔ دوسرے صوبے کا وزیر اعلیٰ بولتا ہے کہ سارک
کانفرنس میں یہ یہ غلطیاں ہوئی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ فیڈریشن کا مسئلہ ہے اور آپ کا صوبہ
اپنا صوبہ ہے آپ اس کی policies چلائیں۔ بجائے اس کے کہ آپ فیڈریشن کے
معاملات میں دخل دیں اور میں فیڈریشن کو بھی تلقین کرتا ہوں کہ بجائے اس کے کہ آپ اپنے
institutions کو de-stabilize کریں ان کو strengthen کریں
خواہ وہاں کسی پارٹی کی بھی حکومت ہے۔

[Mr. Aijaz Ali Khan Jatoi]

میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے نو دس کروڑ عوام کے بھلے میں یہی بات ہے کہ ہم ڈیموکریٹک اور سیاسی لوگ مل کر یہ کوشش کریں کہ یہاں پر democratic process چلے اور جمہوری اداروں کو مضبوط بنائیں تاکہ یہ ادارے پھل پھول سکیں۔ تاکہ مستقبل میں ہمیں کوئی مشکل محسوس نہ ہو کسی اور ایجنسی کو یہ موقع نہ دیں، کسی ظالم، جابر اور ڈکٹیٹر کو یہ موقع نہ دیں کہ وہ ہمیں یہ کہتے ہوئے de-stabilize کرے اور یہ اسمبلیاں اور عوام کی نمائندگی کے اداروں کو توڑ کر ہمیں گھر بھیج دے اور کہے کہ ہم نے تو سیاسی لوگوں کو موقع دیا مگر وہ اس کے اہل ہی نہیں ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمیں ایسی چیزوں کو مستقل بنیادوں پر روکنا چاہئے اور ہمیں ایسا کرنا چاہئے۔ اگر آج کسی اور کی حکومت ہے تو کل کسی اور کی حکومت بھی آ سکتی ہے۔ اگر ان لوگوں نے آپ کی ساڑھے تین سالہ مسلم لیگ حکومت کو برداشت کیا تو آپ بھی ذرا برداشت کرنے کا مادہ پیدا کریں۔ اور آپ بھی مخالفت برائے مخالفت نہیں بلکہ جمہوری انداز میں جواب دیں اور ڈیموکریسی کو پروان چڑھانے کے لئے کچھ قربانیاں دیں اور اپوزیشن میں بیٹھنے کا حوصلہ رکھیں۔

اس کے بعد جناب میں تھوڑا سا ۱۶ نومبر سے پہلے کی طرف جاؤں گا چونکہ یہ ملک اسلام اور کئی وجوہات کی بنا پر بنا اور ہم نے اس ملک کو صحیح معنوں میں حکمرانی ۱۹۴۷ء سے ۱۹۸۸ء تک نہیں دی۔ ہم نے یہاں پر divide and rule کی پالیسی کو برقرار رکھا۔ جناب عالی! میری یادداشت پیچھے جاتی ہے جب ۱۹۳۰ میں انڈیا میں گول میز کانفرنس ہوئی تھی مولانا محمد علی جوہر کا وہ بیان جو برٹش گورنمنٹ کو وارننگ دیا تھا، یاد آتا ہے we divide and you rule میں سمجھتا ہوں کہ یہاں مختلف صوبوں اور قومیتوں کے درمیان نفرتوں کی وہ دیوار کھڑی کی گئی اپنی rule کو continue کرنے کے لئے، کبھی اسلام کو آگے لایا گیا، کبھی سوشلزم کو آگے لایا گیا تو کبھی کسی اور ازم کو لایا گیا تاکہ وہ حکومت چلا سکیں۔ اور یہاں پر مختلف صوبوں میں بسنے والی قومیتوں کو آپس میں نفرتوں کی اس جگہ پر پہنچایا گیا کہ تمہارا حق کوئی اور چھیننے والا نہیں ہے۔ بلکہ فلاں صوبہ ہے اس حکومت سے میں امید کرتا ہوں کہ یہ سب چیزیں اب ختم کرنے کی کوشش کرے گی۔ کیونکہ
we have had enough of divide and rule and we have had enough of the bureaucratic set-up in this country.

جب آپ ووٹ لے کر آتے ہیں تو آپ پر ان کی طرف اور خدا کی طرف سے یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے تو اس ذمہ داری کو نبھانے کے لئے آپ کو کچھ اقدام کرنے پڑیں گے ہم آج بھی آپ کو

نصیحتیں کریں گے اور کل کوئی اور حکومت ہوگی اس کو بھی یہی کہیں گے کہ خدارا ۲۴ گھنٹوں میں سے پانچ منٹ نکال کر پاکستان کے لئے یہ سوچیں کہ کیا بہتری ہے اور پاکستان کے دس کروڑ عوام کے لئے کیا ہونا چاہیئے میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں آج پاکستان کی سیاسی صورتحال پر بحث کرنے کی ضرورت نہیں ہے

ہیں اور رہیں گے یہ تب تک رہیں گے جب تک آپ چاروں بھائیوں کو ایک خاندان کی حیثیت سے آپس میں اکٹھا نہیں کریں گے۔ ان کو ایک جگہ بٹھائیں اور اختلافات کو حل کرنے کی کوشش کریں۔

جناب عالی! کالا باغ ڈیم کا مسئلہ ہے یہ مسئلہ آسمان سے نہیں اترا اور آسمان کیطرف سے اسکا حل نہیں آئیگا ہم ہی اس کو حل کرنیکے لئے بیٹھے ہیں اور اس گورنمنٹ کو یہ مینڈیٹ ملا ہے اور وہ کالا باغ ڈیم پر گول میز کانفرنس کرا سکتی ہے۔ کالا باغ ڈیم پہ ریفرنڈم کرا سکتی ہے اگر ۱۹۴۵ء کے ڈرافٹ ڈسٹری بیوشن کے مطابق جو چار پانچ صوبوں کے درمیان ایک ایگریمنٹ ہوا تھا پنجاب اور سندھ خاص کر کے اس کے تحت آپ پہلے پانی تقسیم کریں اس کے بعد اگر پانی بچتا ہے تو آپ جو بھی ڈیم بنائیں ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ اگر نہیں تو آپ اٹامک انرجی کی طرف رجوع کریں میں سمجھتا ہوں اب بین الاقوامی طور پر ہماری پوزیشن بہتر ہو گئی ہے۔ اب اگر ہم اپنا کیس کسی ادارے میں لے جاتے ہیں تو وہ یہ بھی خیال کریں گے کہ اب چونکہ پاکستان میں جمہوریت کا آغاز ہو چکا ہے۔ پوری نہیں تو تھوڑی، آدھی، اور آہستہ آہستہ آئندہ مکمل ہو جائے گی اب حالات مختلف ہیں۔ پہلے نظر انداز کرنا پڑتا تھا اُس وقت اور اس وقت میں فرق یہ ہے اس وقت negotiate کرنے والا آرمی کا جنرل ہوتا تھا۔ اب negotiate کرنے والا ایک سویلین آدمی ہے آپ کے ساتھ negotiations better terms and conditions پر ہونگی اگر کالا باغ ڈیم بنانے میں مختلف وحدتوں کو اعتراض ہے تو آپ اس کو ترک کر کے کوئی اور پروجیکٹ شروع کریں۔

اس کے بعد میں آٹھویں آئینی ترمیم کی طرف آتا ہوں، جو کہ اس حکومت نے تہیہ کیا ہوا ہے کہ آٹھویں آئینی ترمیم کو ختم کر کے چھین لیں گے، میں سمجھتا ہوں کہ جناب وزیر اعظم صاحبہ آپ کو جو نامزد کیا گیا تھا وہ بھی آٹھویں آئینی ترمیم کے تحت ہی کیا گیا تھا۔ اس کے علاوہ جناب ستمبر ۱۹۸۷ سے کر کوئی بھی چیف منسٹر federating unit کا نامزد نہیں ہو سکتا تھا Eighth Amendment in force ہو چکی ہے اگر آپ کو آٹھویں ترمیم واپس لینی ہے تو پھر سینٹ کا بھی خیال کیجئے کیونکہ آٹھویں ترمیم میں

[Mr. Aijaz Ali Khan Jatoi]

وہ کلاز موجود ہے کہ ایک ہمارے جو سینیٹر تھے جو ہمارے ساتھی تھے وہ اپنی تین سال کی ٹرم پوری کر کے چلے گئے اس کے بعد سینیٹ کا duration چھ سال ہوا میں سمجھتا ہوں کہ یہ ناانصافی ہوگی ان تین سال والوں سے جو کہ بیلٹ میں چلے گئے اس کے علاوہ اگر آپ کو آٹھویں ترمیم ختم کرنی ہے تو پھر آپ کو وہ سات ترمیمیں بھی ختم کرنی پڑیں گی جو کہ آپ نے آئین میں خود کی تھیں۔ کیونکہ ہم سمجھتے ہیں کہ وہ ترامیم بھی یکطرفہ طور پر ہوئی تھیں اور ان کے لئے بھی کسی کو confidence میں نہیں لیا گیا تھا میں اس میں کوئی مخالفت برائے مخالفت کی بات نہیں کر رہا ہوں میں صرف یہ کہہ رہا ہوں کہ justification اگر بنتی ہے Eighth Amendment کے ہٹانے کی تو وہ سات Amendments بھی آپ کو ہٹانی پڑیں گی سوائے دو کے۔

اس کے بعد جناب یہاں پر بات کی گئی کہ اس حکومت نے سارک کانفرنس میں کشمیر کے مسئلے کو نہیں اٹھایا۔ واہ واہ، پچھلے گیارہ سال میں ان کو کشمیر کا مسئلہ یاد ہی نہیں تھا، جنرل صاحب جب انڈیا جاتے تھے، پانچ مرتبہ وہ انڈیا گئے پانچوں مرتبہ میں ایک منٹ مجھے بتا دیں جبکہ جنرل ضیاء الحق صاحب نے یہ کہا کہ ہم تم سے کشمیر کا مسئلہ حل کرنا چاہتے ہیں اور پانچوں مرتبہ کبھی کرکٹ میچ میں کبھی کس میچ میں جب وہ جاتے رہے وہاں پر وہ ہندوستانی وزیراعظم راجیو گاندھی سے مل کر آ کر پریس کانفرنس میں بولتے ہیں کہ میں فخر سے اعلان کرتا ہوں کہ راجیو گاندھی صاحب یہاں پر ایک مہینے کے بعد پاکستان کا دورہ کریں گے اور چار سال تک وہ دورہ نہیں ہوا۔ پانچ مرتبہ ہمارا صدر تو انڈیا سے گھوم کر آ گیا لیکن ہندوستانی وزیراعظم یہاں نہیں آیا میں سمجھتا ہوں کہ آج بھی جنگوں سے یا لڑائی سے کوئی چیز حاصل نہیں کی جا سکتی میں سمجھتا ہوں کہ اگر کشمیر پر ہمارا حق ہے تو ہم اس کے لئے سیاسی حل کی طرف رجوع کریں وہاں پر political discussions کریں اور politically tackle کر کے وہ issue solve کیا جائے۔

میں Simla Accord کی طرف آپ کی توجہ دلاؤں گا جناب چیئرمین! یہ ایک بہت بڑا Accord تھا اس Accord کو in its letter and spirit implement کرنا چاہیئے اور ہمیں انڈیا کے ساتھ bilateral relations بڑھانے چاہئیں ہماری کسی سے دشمنی نہیں۔ میں پھر سے دہراؤں گا ہماری foreign policy non-alligned

ہونی چاہیئے ہم نہ کسی سپر پاور کے تابع آتے ہیں نہ ہم کسی سُپر پاور کی supremacy مانیں گے اور نہ ہم کسی سپر پاور کو یہ حق دیتے ہیں کہ ہمارے internal affairs میں وہ interfere کرے، یہ ہمارے عوام کی مرضی ہے کہ اس کو کس طرح کی حکومت چاہیئے اور کس طرح کی فارن پالیسی ہمیں بنانی ہے پھر اس کے بعد اگر ہم سے Uncle Sam ناراض ہوتا ہے تو اس کو ناراض ہونے دیں Uncle Sam دس ہزار میل دور ہے وہ ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ ہم خواہ مخواہ red tapism کی نذر ہو کر bureaucracy کی wrong advices پر act کرتے ہوئے کسی سپر پاور کے تابع نہیں آنا چاہتے اور ہماری foreign policy independent and non-alligned ہونی چاہیئے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ حکومت ہاؤس میں آکر کہے کہ ہماری یہ مجبوریاں ہیں گو میں سمجھتا ہوں کہ سینیٹ میں ایسے لوگ موجود ہیں جو آپ کی مجبوری کو سمجھتے ہوئے آپ کو ہو سکتا ہے کوئی حل تلاش کر کے دیں اس سے آپ باہر نکلیں کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ میری طرف سے یہ ناانصافی ہو گی اگر میں جونیجو حکومت کو اس چیز کے لئے praise نہیں کروں گا کہ انہوں نے Geneva Accord میں سمجھتا ہوں کہ Geneva Accord ایک تاریخی document ہے، جس document کے تحت اس continent میں امن اور سلامتی کو ہم restore کر سکتے ہیں اس سلسلے میں اگر آپ کو کوئی گول میز کانفرنس بلانی پڑے یا کوئی referendum کرانا پڑے تو عوام سے پوچھیں اس پر اس referendum کے لئے reason ہو سکتا ہے کہ آپ کس طرح کی فارن پالیسی چاہتے ہیں کیونکہ یہ ۱۰ کروڑ عوام کا حق ہے ہمارا حق نہیں ہے، ہم سیاسی لوگ کچھ نہیں کر سکتے جب تک ۱۰ کروڑ عوام یہ فیصلہ نہیں کرتے ہیں کہ ہمیں کس سے منسلک ہونا ہے اور ہمیں کس قسم کی فارن پالیسی چاہیئے ۔

اس کے بعد جناب میں اس پہ آتا ہوں کہ ایک ہارے ہوئے آدمی کو جس کے سر پہ لاکھوں بنگالیوں کے خون کے دھبے موجود ہیں پنجاب کا گورنر مقرر کیا گیا لیکن میں اس میں تھوڑی ترمیم کروں گا۔ ٹکا خان کے ساتھ بنگال کے خون میں الشمس اور البدر کے ہاتھ بھی موجود ہیں ان کو اور ٹکا خان کو ایک لائن میں کھڑا کریں اگر آپ نے احتساب کرنا ہے کیونکہ وہاں پر جو ظلم اور بربریت ہوئی ہے اس کی مثال آج تک دنیا کی کسی تاریخ میں نہیں ملتی جہاں پر تین چار لاکھ کے قریب

[Mr. Aijaz Ali Khan Jatoi]

گیارہ سال سے سترہ سال کی لڑکیوں کو rape کر کے pregnant کیا گیا جہاں پر تیس لاکھ بے گناہ لوگوں کا قتل و غارت کیا گیا ایسے آدمی کو اور اس میں جتنی institutions, organisations or political parties ملوث ہوں ان کو برسر عام پھانسی پر لٹکانا چاہیئے۔ بجائے اس کے کہ اس کو اتنا بڑا اعزاز دیا جائے کہ وہ کسی صوبے کا گورنر بنے میں تو اسے اپنے صوبے کا ہیڈ منشی بنانے کے لئے تیار نہیں ہوں۔

قاضی حسین احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔ میں ایک وضاحت جناب جتوئی صاحب کی معلومات کے لئے کرتا ہوں۔ کہ البدر اور الشمس والے بنگال کے مشرقی پاکستان کے محب وطن شہری تھے اب بھی وہاں موجود ہیں اور اب بھی وہاں سیاست کے میدان میں موجود ہیں اب ان کو اپنے حقوق ملے ہوئے ہیں وہ کہیں دوسرے ملک سے نہیں آئے تھے۔

جناب چیئرمین: شکریہ جی جناب جتوئی صاحب۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی: جناب والا! قاضی صاحب کی میں بڑی عزت کرتا ہوں ان کی معلومات کے لئے میں یہ بھی عرض کر دوں کہ الشمس اور بدر وہاں کی ۲ فیصد آبادی یہ رول ادا کرے کہ وہاں کی میجارٹی کو اس کی ثقافت اس کی زمین اور اس کی لینگویج سے محروم کرنے کی کوشش کرے میں سمجھتا ہوں ٹکا خان، الشمس اور البدر میں کوئی فرق نہیں ہے، کیونکہ آخرکار وہ زمین ان بنگالیوں کی تھی کسی بھی ناتے سے اگر وہ وہاں پر آباد تھے۔۔۔۔

قاضی حسین احمد: میں نے یہ وضاحت کی ہے کہ وہ بھی بنگالی تھے۔ اب بھی وہاں موجود ہیں بنگالی ہیں۔ ان کا جرم یہ ہے کہ وہ محب وطن پاکستانی تھے۔

جناب چیئرمین: اس بحث میں نہ پڑیں۔ قاضی صاحب میرے خیال میں ان کو تقریر مکمل کرنے دیں پھر بعد میں یہ مسئلے چھیڑیں جائیں۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی: سر میں نے یہ تو نہیں کہا۔۔

جناب چیئرمین: اس جھگڑے میں نہ پڑیں جتوئی صاحب اپنی تقریر جاری رکھیں۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی: اس کے علاوہ ۱۶ نومبر کے بعد اس ملک میں جس طرح political situation رائج ہوئی ہے ہمیں پچھلی غلطیوں سے سبق سیکھتے ہوئے اور

ڈکٹیٹر کی بلاجوازنہ آمد کو سامنے رکھتے ہوئے ایک محب وطن پاکستانی کی حیثیت سے یہ فیصلہ کرنا چاہئے کہ ہم اس ملک میں اگر ڈیموکریسی کو دیکھنا چاہتے ہیں تو آیئے Political and democratic process کو مضبوط کریں۔ مخالفت برائے مخالفت نہیں اگر گورنمنٹ کوئی اچھا کام کرے تو اس کو آپ appreciate کریں اور اگر گورنمنٹ کوئی بُرا کام کرے تو ضرور تنقید کریں۔ جناب والا! یہاں پر کہا گیا ہے کہ political prisoners سارے کے سارے prisoners ان میں پیپلز پارٹی۔۔۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: جتوئی صاحب کتنا اور وقت لیں گے۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی: میں بس wind-up کر رہا ہوں Political prisoners میں criminals کی majority تھی اب جناب بات یہ ہے میں چیلنج تو نہیں کرتا کہ کتنے لوگ کریمنل تھے کتنے نہیں تھے یہ تو منسٹر صاحب بتا سکیں گے کہ کتنے تھے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اچھے لوگ تو پچھلے گیارہ سالوں سے جیلوں میں سڑ رہے تھے بغیر کسی سبب کے۔ سپیشل ٹریبونلز بنائی گئی تھیں جن کا کوئی جواز نہیں بتایا جاتا تھا وہ اندر کیوں پڑے ہوئے ہیں ایک ظالم جابر حکمران نے ایک آرڈر پاس کر دیا کہ یہاں پر ایک ٹریبونل بنائی جائے وہاں پر ۲۵ لوگوں کا ٹرائیل کیا جائے میں سمجھتا ہوں کہ یہ زیادتی ہو گی اگر ہم گورنمنٹ کی یہ چیز appreciate نہ کریں کہ انہوں نے political prisoners کو release کیا ہے میں نہیں سمجھتا کہ ان میں سے سارے کے سارے لوگ کریمنل تھے کافی لوگ ایسے تھے جن کی مائیں، بہنیں اور بیویاں سالوں سے یہ انتظار کر رہی تھیں ہمارے بچے بیٹے اور شوہر کب جیلوں سے نکل کر اس آزاد فضا میں گھومیں گے۔ اس کے علاوہ وقت چونکہ تھوڑا ہے۔

جناب چیئرمین: آپ کہہ سکتے ہیں کہ آپ نے وقت بہت لے لیا ہے یا وقت بہت تھوڑا ہے۔ بات ایک ہی ہے۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی: میں wind-up کرتے ہوئے آپ کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ فارن پالیسی میں internationaly کافی

[Mr. Aijaz Ali Khan Jatoi]

foreign development ہوتی ہیں اور یہاں سارک سمٹ بھی ہوئی ہے اس سلسلے میں detailed discussion اگر فارن پالیسی پر بھی ہو جائے تو اسی طرح جیسے پولیٹیکل ڈسکشن ہوئی ہے تو میں اس کو appreciate کروں گا اگر آپ کوئی دن مقرر کریں - ۱۹ کو تو صاحبزادہ صاحب کو سٹیٹمنٹ دے رہے ہیں لیکن اس کے بعد کوئی دن مقرر کرنا پڑے گا۔ اگر مقرر کریں تو detailed discussion ہو جائیگی I thank you Mr. Chairman for providing me this opportunity.

جناب چیئرمین: اب تقریباً ڈیڑھ بجنے والا ہے میرے پاس جو ترتیب ہے اس کے مطابق شاد محمد خان صاحب ہیں اس کے بعد نوابزادہ جہانگیر شاہ جوگیزئی صاحب اس کے بعد مسٹر احمد میاں سومرو صاحب، میں نے آپ کو بتا دیا ہے کہ کل ترتیب کس طریقے سے ہو گی تو اب میں اس ہاؤس کو adjourn کرتا ہوں ---- *(Interruptions)*

جناب چیئرمین: سارک پر تو منسٹر صاحب کی ایک سٹیٹمنٹ ہے اس سٹیٹمنٹ پر کیا ہو گا وہ پھر ہم ہاؤس میں فیصلہ کریں گے فی الحال ......

It is simply a statement by the Minister for Foreign Affairs on the SAARC Summit. So, he will read the statement and thereafter we will see what has to be done about it. But I think we will continue with this debate tomorrow. So, I adjourn this House till 19th of January, 1989 at 10.00 a.m. in the morning..

[The House then adjourned to meet again at ten of the clock in the morning on Thursday, January 19, 1989].

PCPPK–Litho/2661(88-89)Senate–6-6-91–300.